إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

شرح قیمت جو پیشگی لی جائیگی

عوام سے صہ
خواص سے عہ
ہندوستان سے باہر ۲ے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۳ے/۱۲

Digitized by Khilafat Library

الحکم

Registered No. L. 77

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی — دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۱۷ — ۷ - جنوری سنہ ۱۹۱۳ء مطابق ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۱ ہجری علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام — نمبر اول

الحکم کی سترھویں جلد

محض خدا کے فضل و کرم سے اور اس کی ذرہ نوازی سے قوم کا لاڈلا الحکم سترھویں سال میں قدم رکھتا ہے۔ ان مقاصد و مطالب کے لحاظ سے جو اس کے اجراء کے وقت مدنظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حد تک کامیابی دی ہے اور کیوں کامیابی نہ دیتا۔ جبکہ خدا کے مجتبیٰ اور مسیح الوریٰ نے اسے اپنا بازو فرمایا۔ اس وقت احمدی جماعت میں اخبار بینی کا مذاق پیدا ہو چکا ہے۔ اور جس قوم میں سترہ سال سے پیشتر ازیں ایک اخبار بھی نہ تھا۔ اب چھ سات بھی اس کی ضروریات کے لئے کافی نہیں سمجھے جاتے۔ الحکم کی خدمات قوم سے مخفی نہیں ہیں خداوند جل و علا کے بعض حکم و مصالح سے وہ آجکل ابتلاء میں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ ابتلاء اس کی تباہی کے لئے ہرگز نہیں۔ بلکہ قادر مطلق ایک نئی شان میں اپنا جلوہ دکھانا چاہتا ہے۔ مبارک ہیں وے جو اس کی امداد و نصرت سے اپنے لئے ثواب عظیم حاصل کر لیں گے۔

انسانی فطرت کی ماتحت نئے سال میں نئے نئے ارادے نئی نئی امنگیں ہیں لیکن ان سب کا پورا ہونا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لئے سردست کوئی وعدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اپنی طرف سے اُس کو مفید و باقاعدہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جائیگا۔ ناظرین کرام اگر اپنے اپنے ذمگی بقایا کو صاف کریں۔ اور آئندہ سال کی پیشگی قیمتیں عطا فرما دیں تو ایک ایڈیٹر و منیجر کی اس سے بڑھ کر اور کیا خواہش ہو سکتی ہے۔ کہ اس کا اخبار ترقی کرے اور باقاعدہ وقت معینہ پر خریداروں کے ہاتھوں میں پہنچتا رہے۔ اس سال میں تقطیع۔ لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ میں خاص تبدیلی کی گئی ہے۔ اور متوکلاً علی اللہ اخراجات کے اضافہ کا بوجھ اُٹھانے اور بہتر سے بہتر ریڈنگ میٹریل بہم پہنچانے کا تہیا کیا ہے۔ واللہ الموفق وہو المعین۔

کیا میں اپنے ان معزز ناظرین سے جو الحکم سے ایک خاص انس رکھتے ہیں۔ اور جو مہینے میں الحکم کے ایک مضمون کو بھی اپنے سالانہ چندہ کا معاوضہ سمجھ لیتے ہیں۔ یہ التجا کر سکتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اس کی توسیع اشاعت میں جہد بلیغ اور اپنے قرب و جوار کے ناظرین کو پیشگی قیمتیں بھجوانے اور بقایا صاف کرنے کی تحریک فرما دینگے۔

آخر میں دعا ہے۔ کہ خدائے رحمٰن اپنے لطف و امتنان سے ایسے اسباب مہیا کر دے۔ کہ الحکم اپنی پہلی شان کے ساتھ شائع ہو۔ اور اس کے ایڈیٹر کو توفیق ملے۔ کہ وہ سلسلہ احمدیہ کا دست و بازو ہو اور خدا کے برگزیدے کا جلال دُنیا میں پھیلانے والا ہو اللّٰھم آمین!

خطبہ جمعہ

حضرت امیر المومنین نے خطبہ جمعہ کُنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا پر پڑھا۔ آپ نے نہائت دردمند دل سے جو خدا تعالیٰ نے آپ ہی کے حصے میں رکھا ہے جماعت کو اتحاد و اتفاق کی نصیحت فرمائی اور وحدت کو قائم رکھنے کے برکات بتلائے اور فرمایا کہ انسان اپنی عادت اور مذاق کے مطابق نیکی کرتا ہے مگر نیکی اصل میں وہ ہے جو قرآن مجید کے حکم کے ماتحت کی جائے۔ خدا نے انسان کو کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو انسان کی مقدرت میں نہ ہو پس یہ بہانہ فضول ہے کہ فلاں حکم کی تعمیل ہم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ شریعت اسلامی میں کوئی ایسا حکم نہیں جو کہ انسان کی مقدرت سے بالاتر ہو۔ رسول کریم صلعم جو قوم کے نبض شناس تھے آپ سے جب کسی نے یہ سوال کیا کہ سب بڑی نیکی کونسی ہے تو آپ نے سائل کے نقص کو محسوس کر کے اس کے مطابق جواب دیا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو فرمایا کہ خیرات دیا کرو۔ ایک کو فرمایا۔ زبان قابو میں رکھنا۔ ایک کو فرمایا کہ ماں کی خدمت کرنا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نیکی خدا تعالیٰ کی اطاعت کا نام ہے پس تم لوگ قرآن مجید کی اطاعت کرو۔ اپنی نفسانی خواہشوں کو خدا کے لئے چھوڑ دو۔ جھگڑے کی باتوں سے بچتے رہو۔ کوئی تمہیں بُرا کہے تو صبر کرو۔ صبر کا مادہ انسان میں ہے۔ صبر کا اجر تمہیں بڑھ بڑھ کر دیا جائیگا۔ آپس میں اتحاد و محبت بڑھاؤ۔ اللہ تمہیں توفیق بخشے

مطبع انوار احمدیہ قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و منیجر و پبلشر کے چھپ کر شائع ہوا

ایران ہو یا ٹرکی دونوں کو مٹا دیں گے
کیا صفحۂ ہستی سے اسلام مٹا دینگے
"اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھریگا جتنا کہ ڈبو دینگے"
گونجینگی پہاڑوں میں تکبیر کی آوازیں
یہ صور جہاں پھونکا مردوں کو جلا دینگے
اے جذبۂ اسلامی جس دل میں تو ہوگا
یہ نظم صفی پڑھ کر ہم اس کو سنا دینگے۔

"قدوم میمنت لزوم"

محمود کیا ہی پیارا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید الانبیاءؐ کے لئے پسند کیا پھر جس انتہائی مقام پر اس کے مدارج کو پہنچایا اسکا نام بھی محمود ہی رکھا۔ پھر بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ارجمند کو یہ نام جو دیا گیا تو ہم نے اس محمودیت یا الفیت علیك محبة منی کا نظارہ آج ۱۳ - جنوری کو دیکھ لیا اور وہ جو علم الیقین تھا حق الیقین ہو گیا۔

ہمارا اولوالعزم نوجوان ۲۶ ؍ ستمبر کو سفر پر روانہ ہوا۔ ۱۶ ؍ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو جہاز پر سوار ہوئے اور آپ پورٹ سعید پہنچے وہاں چونکہ حج کا وقت بہت تنگ تھا اس لئے مصر کا ارادہ ملتوی فرما کر جدہ پہنچے۔ جہاں حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ بھی مل گئے اور ۷ ؍ نومبر ۱۹۱۲ء کو مکہ معظمہ میں پہنچے۔ حج کعبہ سے فارغ ہو کر اور وہاں اپنی درماندہ قوم کے لئے اخلاص بھری دعائیں کر کے واپس لوٹے بوجہ بیمار ہو جانے کے آپ مدینہ منورہ نہیں جا سکے ؛

۲۰ - دسمبر کو منصورہ جہاز پر سوار ہو کر ۷ ؍ جنوری شام کے وقت بمبئی پہنچے اور پھر وہاں سے ۱۰ - جنوری کو بمبئی سے سوار ہو کر ۱۲ - جنوری ۱۹۱۳ء لاہور آئے - احباب لاہور نے بڑے اخلاص سے استقبال کیا کہتے ہیں چھ سو کے قریب پلیٹ فارم کے ٹکٹ تقسیم ہوئے۔ وہاں آپ کی ایک تقریر بھی ہوئی جس میں اتفاق و اتحاد کی طرف توجہ دلائی - احباب امرتسر کے اصرار سے آپ پونے نو بجے کی گاڑی پر امرتسر اُتر گئے وہاں بھی آپ کی تقریر ہوئی اور پھر دو بجے بٹالہ پہنچے ؛

آپ کے استقبال کے لئے صاحبزادہ شریف احمد صاحب مع بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی امرتسر پہنچے اور محمود ابن یعقوب اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب لاہوری پھر مفتی محمد صادق صاحب لاہور تک پیشوائی کو گئے۔ چونکہ پہلے خبر تھی کہ ہفتہ کے روز آئینگے اس لئے بعض احباب اور حضرت ام المومنین بٹالہ تک جا کر واپس لوٹ آئے پھر خبر پہنچنے پر آج حضرت ام المومنین اپنے پیارے حاجی بیٹے کے لئے بٹالہ تشریف لے گئیں حضرت امیر المومنین کے قلب مطہر میں جو خوشی ہوئی اس کا نظارہ دیکھنے پر ہی موقوف تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں سکولوں میں تعطیل کر دی جائے - مدرسہ احمدیہ کے طلبا ء تو قریباً سب کے سب اور ہائی سکول کے بہت سے لڑکے اور دیگر اکثر احباب قادیان نہر تک استقبال کے لئے گئے۔ حضور خلیفۃ المسلمین نے ظہر و عصر کی نماز جمع فرمائی اور پھر اس کے بعد یہ خبر ملنے پر کہ حاجیوں کا قافلہ نہر تک آ گیا پیشوائی کو باوجود ضعف اور چلنے کی عادت نہ رکھنے کے قادیان سے باہر دور تک تشریف لے گئے قادیان کے بقیہ لوگ بالخصوص نواب محمد علی خاں صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں پونے پانچ بجے نبیوں کا چاند طلوع ہوا جو حسرت جو شادمانی اور جو ہجوم اور پروانہ وار جاں نثاران ملت کا گرے پڑنا اس موقع پر دیکھا گیا وہ سرسری نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں

ان فی ذالك لاٰیات للسائلین

۱۴ - جنوری کو ۱۱ بجے مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے حضرت صاحبزادہ کی شان میں ایک شاندار تکلف ٹی پارٹی دی جس میں معززین مخلصین قادیان مدعو تھے۔ میر محمد یوسف و ڈاکٹر عبد الحمید خاں، مولوی احمد بخش صاحبان کی نظمیں ہوئیں بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی آپ نے ارشاد کیا کہ حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھ کر کہ میاب اور عظیم الشان کون ہو سکتا ہے اس موقعہ پر بہت سی مبارکبادیں بھی شائع کی گئیں جن میں سے بدر منشی عبد الرحیم و غلام رسول صاحب بحران و منشی نور محمد کی مبارکبادوں میں جو اشعار تھے وہ نقل کئے جاتے ہیں اور آخر میں سید گلزار حسین صاحب کی مبارکباد چھاپی جاتی ہے

نمبر ۱

ہمارے مہدئ موعود کے فرزند آ پہنچے
خدا کا شکر بیت اللہ سے خورسند آ پہنچے
نہایت مہربانی سے ہمیں خطبے سنائینگے
خلوص و اتقا ء دینے والے پند آ پہنچے
تمام احباب شیریں کام ہونے والے ہیں
ہے یعنی جنکی میٹھی تکلمات مصری قند آ پہنچے

نمبر ۲

یہ قادیان میں شہرہ ہے حاج آ پہنچے
کہ انتظار تھا جن کا وہ آج آ پہنچے
ہمارے کشور دل سے زبان عالم ہے
جو آفرین کا لیتے تھے باج آ پہنچے
شب فراق کی ظلمت جو تھی وہ دور ہوئی
حریم قدس کے روشن سراج آ پہنچے
زہے نصیب زیارت ہوئی نصیب ہمیں
ہماری سلطنت دیں کے تاج آ پہنچے

نمبر ۳

مبارک صد مبارک میرزا محمود آ پہنچے
مرے مخدوم ابن مہدی موعود آ پہنچے
بہار تازہ باغ احمد مرسل میں آئی ہے
کہ ایام ورود میمنت مسعود آ پہنچے
اولوالعزم زمانہ و کامران آئے
کہ پا کر دینوی و اخروی مقصود آ پہنچے
ہدایت پانیوالوں پر خدا کا فضل ہے زاہد
مسیح وقت کے وہ شاہد و مشہود آ پہنچے

دور سنتی تھی جنھیں آج قریب آ پہنچے یعنی مکہ سے مرے نیک نصیب آ پہنچے
ہے شکر اسکے تہ دل سے جنہیں یوں ہی کہا جب خبر پائی کہ مولا کے حبیب آ پہنچے
ہے مسیحا کی خدائی کا عقیدہ باطل قاہر ندیٰ کاذب صلیب آ پہنچے
عربی ناز کرے جن کی زباندانی پر ہو کے اللہ کے گھر سے ادیب آ پہنچے
مژدہ صد مژدہ مریضوں کو سنا دو ..... دل پر درد کے درماں کو طبیب آ پہنچے

ہر طرح کی حمد کے سزاوار ہے ہمارا خدا عالم الغیب جس نے خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کے ذریعے غیب کی خبریں دیں اور خاتم الخلفاء کے قلب مطہر پر سید العرب کی وحی بھیجی۔ وہ خدا جس نے آخری زمانہ میں اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا اور ایک جہان پر از سر نو حجت قائم کی کہ وہ قادر مطلق یکتا و بے ہمتا ہے۔ ہر زمانہ میں خلقت کی ہدایت کے واسطے رسول بھیجتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی ایک نبی بھیجا۔ اس نے بتایا کہ نجات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ کی اتباع میں ہے اور اس بات کا زندہ ثبوت میں ہوں۔ خدا نے آپ کو اس قدر نشانات سے مزین فرمایا کہ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کا لقب پایا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے انھیں نشانات میں سے ایک نشان ہیں اور شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ اس لئے ان کی تعظیم و تکریم نہ صرف اس لحاظ سے کہ وہ ہمارے ہادی کے فرزند ارجمند ہیں بلکہ اس اعتبار سے بھی من تقوی القلوب ہے۔ ان کی زندگی کے واقعات بھی ہماری نظروں میں اہم ہیں اور ہونے چاہئیں ؛ دنیا میں یوں تو بہت سے مسلمان حج کو جاتے ہیں اور پھر واپس آتے ہیں۔ مگر ہمارے اولوالعزم جوان کا حج بھی ایک الہام الٰہی کے ماتحت ہے۔ اور وہ اوپر درج ہو چکا ہے۔ آپ عرب میں گئے اور خدا تعالیٰ کی بعض مصالح کے ماتحت گئے اور اس طرح عجیب طور سے ایک پیشگوئی کو پورا کرنیوالے ٹھہرے۔

مندرجہ بالا واقعات کو زیر نظر رکھتے ہوئے جس قدر خوشیاں بھی ہم احمدی منائیں کم ہیں اور پھر ان میں یہ خادم اہل بیت کمترین ملازمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ اللہ الودود تو جامہ میں پھولا نہیں سماتا۔ پس نہایت صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے حضور حضرت خلیفۃ المسلمین امام المومنین کی خدمت بابرکت میں پھر حضرت ام المومنین کے حضور پھر مبارکباد دیتا ہے حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کو جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نہ خود فریضہ حج سے سبکدوش ہوئے بلکہ صاحبزادہ صاحب کی رفاقت کا حق بھی ادا فرمایا ایسا ہی سید عبد الحی صاحب عرب نے اپنی مخلصانہ خدمات سے اجر جزیل حاصل کیا۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ وہ دعائیں جو اس قلب صافی سے ہمارے حق میں نکلی ہیں بارگاہ ربی میں قبولیت حاصل کریں ؛ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ ہمارے صاحبزادہ صاحب کو ان امیدوں کے ساتھ جو قوم کو ان کی ذات بابرکات کے بارے میں ہیں بارگاہ لم یزلی میں بیش از بیش ترقیات عطا فرمائے۔

سرسید اور مسیح موعود

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ سرسید احمد خان علی گڑھی اور جناب مرزا غلام احمد صاحب مسیح قادیانی کے درمیان ایک رائی کی برابر فرق نہیں ہے صرف آزادی اور عدم آزادی تقریر میں پائی جاتی ہے ورنہ مآل مقصود دونوں کا ایک ہی ہے اور ان دونوں صاحبان کی تصانیف پر جب غور سے نگاہ کیا جائیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ ہاں دعویٰ مسیح اور مہدی یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس میں ہمکو کچھ کلام نہیں۔ ہم ضرور مانتے ہیں کہ مرزا صاحب مسیح موعود تھے۔ لیکن سرسید بھی ان کے ہمخیال اور ہمقال ضرور ہیں۔ آپ مہربانی کرکے ان دونوں کا فرق اخبار الحکم میں ظاہر فرمائیگا اور انصافاً کام کو کر دیکھیگا۔ مظفر سلیمان بریون۔ رنگون

یہ سوال ایک مبسوط مضمون چاہتا ہے۔ اللہ نے توفیق بخشی تو ہم دکھلا دینگے کہ سرسید و مسیح موعود میں زمین و آسمان کا فرق تھا ایک نبی کا مقابلہ ایک غیر مامور سے کرنا بہت ہی مستبعد بات معلوم ہوتی ہے۔ کیا وہ جو نالی سے پانی لیتا ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو چشمہ صافی سے نہ صرف خود پانی لیتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی پلاتا ہے۔ کیا جو خدا سے ہر روز تازہ وحی پاتا ہے اس کا مقابلہ اس شخص سے کرنا چاہئے جو وحی کی حقیقت نہ سمجھ سکا ہو۔ سرسید مرحوم نے جو کچھ لکھا سائنس سے مرعوب ہو کر لکھا اور ان کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآنی مطالب و اسلامی مسائل کو سائنس و علوم جدیدہ کی ماتحت ان کے مطابق کرنا چاہتے تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو قرآن مجید کو مقدم کیا اور سائنس وغیرہ اس کے ماتحت رکھ کر گفتگو فرمائی۔ کسی مسئلہ پر اتفاق ہو گیا ہو تو یہ اور بات ہے۔ بعض اوقات بصیر اور ایک اندھا منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں لیکن بصیر کے پہنچنے میں سے اندھے میں نہیں۔

مسیح موعود فرشتوں کو ایک نورانی مستقل وجود قرار یں اور سرسید انھیں قویٰ قرار دیتے ہیں ایسا ہی کا وجود۔ سرسید کے نزدیک نبوت ایک ملکہ ہے قلب سے پھوٹتی ہے مگر مسیح موعود کے نزدیک ت الٰہی ہے اور وحی خدا کیطرف سے قلب پر ہے۔ سرسید حشر اجساد کے قائل نہیں وہ جنات صرف روحانی لذائذ کے سمجھانے کے لئے ایک یتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود ان اشیاء کو فی الواقع یں۔ سرسید معراج کو خواب کہتے ہیں ہمارے حضرت مسیح موعود معراج کو عین بیداری میں مانتے ہیں۔ سرسید دعا کو عبادت قرار دیتے ہیں مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں سمجھتے۔ مگر ہمارے حضرت مسیح موعود تمام مہمات امور میں دعا ہی کو ایک قوی حربہ قرار دیتے ہیں۔ وہ دعا کے ایسے معتقد ہیں کہ تدبیرات الٰہی کو بھی بدل دیتی ہے۔ چنانچہ برکات الدعا آپ نے کھی اور سرسید کو مخاطب کرکے نمونہ دعا مستجاب ی آنیوالے دوسرے مہدی کے منتظر نہ تھے مجروح قرار دیکر ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں

مگر حضور نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ میں خود مہدی موعود ہوں۔ سرسید خرق عادت کے قائل نہیں اور معجزات کو دلیل نبوت نہیں ٹھہراتے اور اگلے انبیاء کے معجزات کی حتی الوسع تاویلیں کرکے معمولی واقع بنا دیتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود نے خود معجزات دکھلائے اور ان سے اپنی نبوت ثابت کی اور عبد اللہ سنوری کے کپڑے پر جو سرخ نشان پڑے اسے عالم الغیب کا فعل قرار دیا۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنا بڑا فرق ان دونوں کے معتقدات میں ہے۔

وہ کتب جو حضرت مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہوی نے تصنیف فرمائیں

نام کتاب	مضمون	قیمت
اعلام الناس حصہ اول و دوم	نمبر ۱ میں اثبات حضرت جری اللہ کی مسیحیت و مہدویت کا اور نمبر ۲ میں رد تکفیر بٹالوی	۸ر
آیات الرحمان	رد عصائے موسیٰ	۸ر
ازالۃ الوسواس	مولوی احمد علی و مولوی حشمت علی کے ہفوات کا رد	۴ر
الموعظۃ الحسنہ	سورہ تبت کی تفسیر	۲ر
فک الشک	مختصر جملہ وجوہ تکفیر بٹالوی کا رد	۰۱ر
سواء السبیل حصہ اول و دوم	بٹالوی سے پچاس سوال کئے گئے ہیں۔	۰۳ر
الفرقان	جواب رسالہ البرہان	۳ر
تحذیر المومنین	مفصل جواب تکفیر بٹالوی کا	۸ر
کشف الالتباس	تحقیقات مسائل اضحیہ کی اور رد مولوی بشیر صاحب	۱ر
صیانۃ الناس	اتمام حجت بٹالوی پر	۰۱ر
سنۃ ضروری	مباحثہ رامپور کی کیفیت اور ثناء اللہ کا رد	۳ر
شمس بازغہ	شمس الہدایہ پیر گولڑی کی کتاب کا مفصل رد	۶ر
القسطاس المستقیم عرف تحفہ مدراس	کیفیت مباحثہ علمائے مدراس اور اُن کا گریز	۵ر
سر الشہادتین	مولانا عبد اللطیف صاحب کی پیشگوئی سورہ یٰسین سے	۱ر
مسک العارف	چہل حدیث تائید حضرت مسیح موعود	۲ر
شاہین	محمد یمین بنگلوری کا رد	۱ر
الحق دہلی	مولوی بشیر صاحب کا مناظرہ اور اُسپر تقریظ چودہ پندرہ علموں سے	۸ر
مصباح الادلہ	مولوی محمد قاسم صاحب کے رسالہ ادلہ کاملہ کا جواب	۸ر
نور الایمان فی لیالی رمضان	تحقیق تراویح رمضان شریف	۲ر
میزان الاعتدال	علماء مدراس کے لئے شرائط مباحثہ فریقین	۱ر
اتمام حجت	غلام دستگیر قصوری کے فرار کی مفصل کیفیت	۱ر
احسن الکلام	حضرت مسیح موعود پر درود و سلام بھیجنے کا بیان	۰ر
الفاظ النائمین و تنبیہ الغافلین	ابو تراب امرتسری کے ہفوات کا رد	۱ر
ترجمہ تعدیل ارکان نماز	نماز کے ارکان میں تعدیل کرنیکا وجوب	۱ر
تحفۃ القارئین	تحقیق صوت حرف ضاد	۲ر
جلال البصر فی انکساف الشمس و القمر	نور الحق سے اول شائع ہوا	۰ر
نور الابصار	رد گولڑی	۱ر
صیان القرآن	رد چکڑالوی	۴ر

غیر مطبوعہ

القائد لقوم عمین فی دعا ثنائی و تفسیر قطع الوتین و تفسیر آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل — رد ثناء اللہ امرتسری

سوانحعمری — سوانحعمری حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب

اعجاز القرآن نمبر ۱ و ۲ و رد غلام حیدر مرتد

سیف الاسلام و رد سیف چشتیائی۔

الفوائد العائدہ فی تفسیر آیت المائدہ — حل اشکالات جو مفسروں کی تفسیر میں اس آیت پر وارد ہوئے ہیں دلائل عقلیہ سے اور کتاب و سنت سے

انشاء اللہ تعالیٰ یہ مجموعہ عنقریب شائع ہوگا۔

اس اخبار کے تمام مضامین کو قاضی اکمل صاحب نے لکھا ہے

دارالامان کا ہفتہ

حضرت امیر بخیر و عافیت ہیں۔ ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں اور دوسرے گدی نشینوں میں کیا فرق ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ نبی کریم صلعم کا کام تھا یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ پس ان کے جانشین کا بھی یہی کام ہے۔ میں تو اپنی جماعت کو بقدر طاقت قرآن مجید سناتا اسپر عمل سکھاتا اور ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں

حضرت صاحبزادہ صاح جنوری کو بمبئی پہنچ سکنے کی امید ہے

آئینہ حق نما کی قدردانی

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے الہامات مرزا کا جواب لکھتے وقت اس خاکسار کی دعاء سے مدد کی۔ اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ محض آپ کی دعاء سے مجھے توفیق ہوئی کہ اس کتاب کا مبسوط جواب بترتیب دے سکا۔ اب آپ نے کتاب مذکورہ کے جواب کو پسند فرماکر

۲۵ جلدیں

اپنی جیب سے خرید کر میری

اعانت

فرمائی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

یہ **قدردانی** میرے لئے ہمیشہ خوشی کا موجب رہیگی۔ اس لحاظ سے نہیں۔ کہ ۲۵ جلدیں بک گئیں بلکہ اس لئے کہ میرے

آقا

نے میری حوصلہ افزائی کی۔ یہ واقعہ اس تڑپ اور خواہش کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جو آپ کو حق کی اشاعت کے لئے ہے۔

ایسے لوگوں کی **ضرورت** ہے۔ جو اس کتاب کی **متعدد جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔** امرتسری منکر نے اپنے رسالہ کا جو بزعم ہزاروں کی تعداد میں تین مرتبہ چھاپ کر پھیلایا ہے۔ اس کے دور کرنے کے واسطے اس رسالہ کی بہت سی کاپیاں مفت تقسیم کرنی چاہئیں۔ اگر احمدی انجمنیں جن میں بعض سینکڑوں جلدیں بھی شائع کرسکتی ہیں۔ بلا امتیاز و تفریق ہر انجمن دس دس جلدیں خرید کر مفت شائع کردے۔ تو ایک ہزار سے زائد جلدیں شائع ہوسکتی ہیں۔ یہ زمانہ **اشاعت** کی تکمیل کا ہے اس لئے اس سے غفلت کرنا ایک ناقابل عفو غلطی ہے احباب توجہ کریں۔

جن احباب نے متعدد جلدیں خرید کرنے کا پہلے وعدہ کیا تھا اس تحریر کے ذریعہ انہیں بھی یاددہانی کی جاتی ہے کہ وہ توجہ فرماویں۔

[illegible]

احمدیہ جنتری

یہ ۱۶ صفحہ کی جنتری ہے جس میں پہلے ہجری کی تاریخیں ہیں پھر عیسوی۔ پھر بکرمی اور اس کے علاوہ حضرت اقدس کے دعویٰ کا پورا پورا ثبوت درج ہے۔ گویا مبلغ کی تبلیغ اور جنتری کی جنتری احباب کو چاہئے کہ بہت سی جلدیں اپنے اپنے خرچ پر منگواکر تقسیم کریں قیمت ۱/ ملنے کا پتہ اکمل۔ قادیان

اچھی ڈیوٹی ہے

آریہ سماج کے کسی زمانہ میں لاڈلے نونہال دھرمپال کا بیان ہے کہ وہ سائن بورڈ سے دھوکہ کھاکر اندر گیا تھا تو دس سال میں اس نے چیزیں مطابق اشتہار نہیں پائیں اس لئے وہ آریہ سماج کے دروازے پر بیٹھا ہے بہت اچھی ڈیوٹی ہے۔ مہربانی کرکے آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے ۔

سراج الاخبار کا ایڈیٹر خدا سے ڈرے

سراج الاخبار کا ایڈیٹر نہایت بیباکی سے احمدیوں پر یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ جناب رسالتمآب کے خاتم النبیین ہونے کے منکر ہیں۔ دوم یہ کہ وہ حج کے منکر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ ایسے الزامات لگاتے کے وقت شیوۂ اتقاء سے کیوں اتنا بعد اختیار کرلیا گیا بدر کے ٹائیٹل پر قریباً ہر ہفتے یہ شعر چھپتا ہے۔ ؎

ہست اوخیرالرسل خیرالانام ؛ ہر نبوت را بروشد اختتام

پھر بھی ہمیں ختم نبوت کا منکر سمجھا جائے تو کیسا صریح ظلم ہے میں کچھ اور حوالے بھی دیتا ہوں خدارا اسے غور سے پڑھو۔ ہم سیدنا و مولانا و ہادینا محمد رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ انہیں خاتم کمالات نبوت خاتم کمالات انسانیت یقین کرتے ہیں

(۱) میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (تقریر واجب الاعلان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۲) اور آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ (نشان آسمانی صـ۳ـ)

(۳) ہمارے سید و مولیٰ سید الرسل حضرت خاتم الانبیاء صلعم نے جنگ بدر میں سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی (صـ۲۶ـ آئینہ کمالات اسلام)

(۴) اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلعم مجھ کو ملا ہے (آئینہ کمالات اسلام صـ۲۷۶ـ)

(۵) وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (اتمام الحجۃ صـ۲۸ـ)

(۶) مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلعم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جسقدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں۔ جسقدر قرآن کریم کے حرف ہیں۔ اور جسقدر آنحضرت صلعم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں (کرامات الصادقین صـ۲۵ـ)

(۷) اس نبوت محمدیہ پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں (الوصیت صـ۹ـ)

(۸) میں اس کے رسول پر صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ (چشمہ معرفت)

اور دوسرے امر کی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ اس جماعت میں بہت سے حاجی موجود ہیں جنہوں نے بعد از بیعت حج کیا ہے۔ اگر کوئی ممانعت یا روک ہوتی یا یہ لوگ اپنا کعبہ قادیان کو قرار دیتے جیسا کہ افترا پردازوں کا خیال ہے تو یہ حج کو کیوں جاتے۔ پھر دیکھو کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الاحد اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ اور سید عبدالحی عرب صاحب اس سال حج کو گئے اور وہاں حج کیا اور باوجود اس کے پھر بھی یہ کہے جانا کہ ہم حج سے منع کئے جاتے ہیں یا حج کو فرض نہیں سمجھتے یا اس فریضہ کے ادا میں غفلت کے مرتکب ہوتے ہیں کس قدر بے انصافی ہے۔

امید ہے سراج الاخبار اس غلط فہمی کی تردید کریگا۔

آریہ کی تدلیس

حضرت اقدس کے ایک الہام مسایر العرب و مصائب العدب کو پیش کیا گیا تھا جن کی نسبت حضرت کی تشریح درج ہے۔ کہ ہماری اولاد سے کوئی جائیگا۔ مگر آریہ مسافر جالندھر اس پر شاید کا لفظ بڑھا کر ہنسی اوڑاتا ہے۔ جو اس فقرے سے متعلق نہیں۔ دوم وہ کہتا ہے کہ قادیانی اخبار اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ سید صاحب کے احمدی ہونیکا اس الہام میں ذکر ہے۔ حالانکہ سید عبدالحی صاحب عرب تیرہ چودہ سال سے یہاں رہتے اور حضور کے مرید تھے۔ اور ان کی نسبت ہماری کسی تحریر میں یہ موجود نہیں کہ یہ الہام ان پر چسپاں ہے۔

خود ہی ایک فقرہ تراشنا اور پھر اس کی بنا پر اعتراض کرنا آریہ مسافر کے ایماندار ایڈیٹر کا کام ہوسکتا ہے۔

سوالات از اہل اسلام

شیر سنگھ شیر سکرٹری آریہ سماج گڈھی عبداللہ خاں ضلع سہارنپور جو دین اسلام سے متعلق نادا[قف] معلوم ہوتا ہے بڑی تحدی کے ساتھ یہ اعتراض کرتا ہے کہ آدم سے حوا کا پیدا ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے یا نہیں۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اب بھی آدم کی نسل اسی طرح چلی رہی ہے آدم کے پیٹ سے حوا نکل آئی تھیں۔ بلکہ خلق لکم من انفسکم ازواجا فرمایا یعنی تمہاری بیبیاں تمہاری جنس سے پیدا کیں سو ہر مرد کی بیوی اسی کی جنس سے ہوتی ہے۔ معترضین کسی اور دنیا میں رہتے ہیں تو اس کا علم نہیں

دوسرا سوال یہ ہے کہ قرآن شریف میں بچھڑوں کے پڑے لیکر بھاگ جانے کا حکم ہے۔ معترض کو اس وقت تک سند پیدا نہیں کرنی چاہئے جب تک وہ اس بیان کے لئے قرآن شریف کا حوالہ دے۔ ورنہ اسے اپنی عدم واقفیت اور پھر بایں ہمہ مبلغ علم اعتراض کرنے پر تل جانے سے افسوس کرنا چاہئے۔

آسمان کی کھال اتارے جانے کا مطلب سمجھنے میں خدا جانے کیا مشکل پیش آئی ہے۔ حالانکہ لوگ عام طور سے بولتے ہیں بال کی کھال اتاری۔ ایسا ہی ڈنڈے کا سانپ بن کر کبھی گدھوں کا بوجھ کھاکر پھر ڈنڈے کا ڈنڈا رہجانیکا ذکر کبھی جہاں کہیں اطلاع دیں۔

افسوس یہ لوگ مذہب ایسے نازک معاملہ میں اپنی ذمہ داری کا ذرہ بھر خیال نہیں کرتے۔

پھر پوچھتا ہے خدا مجسم ہے یا غیر مجسم اگر غیر مجسم ہے تو آدم کو بنانے کے لئے مٹی کس چیز سے گوندھی تھی۔ بیباک معترض ابتداء سرشٹی میں بہت سے آدم پیدا کئے جانے کا خود بھی مُقر ہے اور یہ اعتراض اس پر بھی وارد ہوتا ہے۔ اگر مٹی گوندھنے کے لئے ہاتھ کیضرورت ہے اور اس سے خدا کا مجسم ہونا ثابت ہوتا ہے تو ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تم پرمیشور کو دیکھنے والا سننے والا مانتے ہو یا نہیں اگر مانتے ہو تو اس سے آنکھوں اور کانوں کا ہونا لازم آئیگا۔ پھر اس سے تمھارے خیال کے مطابق اس قسم کا مجسم ہونا بھی ثابت ہوگا جو بالکل غلط ہے

یکشف عن ساق ایک عربی محاورہ ہے کچھ عربی جاننے کی کوشش کرو پھر تمہیں معلوم ہو کہ کس جہالت میں مبتلا ہو ۔

گفتگوئے صلح

ترکوں نے یہ تجویز پیش کی کہ نئی سرحد ایڈریانوپل کے قریب سے شروع ہو شہر مذکور ترکی کے پاس رہے وہاں سے مغرب رویہ دریا سے ... کے برابر جاکر اس کے منبع کے متصل جنوب رویہ ہو کر جزیرہ تھاسوس سے بجانب شرق خلیج لاگوس پر جاکر ختم ہو۔ کریٹ کی نسبت جواب دیا کہ ترکی اپنے تمام حقوق سے اسطرح دست بردار ہو جائیگی کہ یہ تمام اختیارات بلقنوں کو نہیں بلکہ دول عظام کو منتقل ہوں۔ اس کے مستقبل کی نسبت وہ جو مناسب سمجھیں کریں۔ مگر یہ دست برداری اس شرط سے مشروط ہوگی کہ کسی اور جزیرہ کی حوالگی کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ ترکوں کی یہ تجاویز سنکر بلقنی وکلاء نے جواب دیا کہ آپ دوشنبہ تک اور غور کریں اگر اس دن بھی آپ نے کریٹ کے ترکی حقوق منتقل نہ کئے اور جزائر ایڈریانوپل کی حوالگی منظور نہ کی تو ہم گفتگو منقطع کردینگے یعنی تمام جزائر لینے کے علاوہ براعظم پر بھی ترکوں کے ہاتھ میں صرف قسطنطنیہ مع مضافات اور مختصر جزیرہ نما گیلی پولی چھوڑنا چاہتے ہیں ترک اس کے برعکس براعظم پر موجودہ مقبوضات کا کم از کم پانچواں حصہ یعنی کامل صوبہ تھریس براہ راست اپنی تحویل میں رکھنے پر مصر ہیں جزیرہ تھاسوس سوا سو میل بجانب مشرق اور مرادی خاج سے اسیقدر فاصلہ پر بجانب غرب ہے۔ یعنی ترک ایڈریانوپل سے بجانب غرب ایکسو میل تک کا علاقہ رکھنا چاہتے ہیں۔ باقی یہ حصہ اسطرح دست بردار ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رپورٹ

جلسہ سالانہ صدر انجمن احمدیہ ۱۹۱۲ء

مہمانوں کی آمد

چونکہ محرم کی تعطیلیں تھیں اس لئے مہمانوں کی آمد ۱۸ - ۱۹ - دسمبر ہی سے شروع ہو گئی۔ آخر ۲۴ دسمبر عصر کے وقت تک ایک اچھا خاصہ مجمع ہو گیا اور عصر کے درس میں حضرت مولانا امیر المومنین ایدہ اللہ رب العلمین نے گویا جلسہ کا افتتاح فرما دیا۔ ارشاد کیا کہ ایک عظیم الشان بزرگ یہاں آیا اور اس نے بیج بویا۔ کھیتی سرسبز ہوئی اور وہ چل دیا۔ اب میرا کام سوا اس کے کیا ہے کہ میں اس کی آبیاری کروں۔ سوا دعا کے اور میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم اپنے اعمال کو درست بناؤ۔ اور لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنو۔ دیکھو! تمہاری مثال دنیا میں ایسی ہے۔ جیسے آٹے میں نمک (بہت ہی قلیل) کھانا اگر بے مزہ ہو۔ تو اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر نمک ہی بگڑ جائے۔ تو پھر کیا علاج ہو سکتا ہے؟ پس تم اپنی ذمہ واری کو پہچانو۔ پہلے اپنی اصلاح کرو۔ پھر لوگوں کو حق سناؤ۔ لیکن یاد رہے کہ تمہارا موعظہ موعظۂ حسنہ ہو۔ ایک ہی بات ہے جو ایسے پیرائے میں بھی ادا ہو سکتی ہے کہ سننے والے کے دلنشین ہو اور ایسے طرز میں بھی کہ اس سے جوشیلی طبائع بھڑک اٹھیں۔ تم کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہو۔

ایک آنے والا

یوں تو ہندوستان کے قریب و بعید علاقوں سے لوگ آئے اور آنے والوں میں سے ہر ایک زیر الہام

یاتون من کل فج عمیق

میرے سید و مولیٰ کی صداقت کا نشان تھا۔ لیکن ان میں سے حضرت مولانا سید محمد احسن سلمہ اللہ ذوالمنن کا آنا خصوصیت سے قابل ذکر ہے باایں ضعف و پیری۔ کہ سن شریف اسی سال سے بھی متجاوز ہے۔ اس جاڑے کے موسم میں باوجود ضعف* بصارت جس اخلاص و ارادت سے آپ آئے اس سے جلسہ کی تقریب پر حاضری کی اہمیت ظاہر ہے۔ مولانا موصوف حضور مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فاضلانہ یادگار ہیں۔ آپ جو عزت و احترام فاضل احسن کا فرماتے تھے۔ اس کا نظارہ ابھی تک ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور فاضل موصوف نے بھی جو خدمات کیں۔ ان کا اجر اللہ پر ہے۔ قوم ان کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ تائید سلسلہ میں آپ نے حضور مغفور کے دوش بدوش کتابیں لکھی ہیں جن کی تعداد چونتیس ۳۴ کے قریب پہنچتی ہے۔ فہرست دوسری جگہ درج ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش ثواب مرحمت فرمائے آپ حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی کمال نیاز مندانہ ارادت و اخلاص رکھتے ہیں۔

ایک جانے والا

خیر یہ لوگ تو آنے والے تھے۔ مگر ایک جانے والا بھی تھا۔ جو ان دنوں میں جبکہ لوگ جوق در جوق قادیان آ رہے تھے۔ کسی اپنے درد دلی اور اندرونی جوش سے مجبور ہو کر جالندھر سے دہلی اور دہلی سے لکھنؤ و مونگھیر ہوتا ہوا خدا جانے کہاں پہنچا۔ اس کے قلب کی جو کیفیت تھی۔ ایک اشتہار کا مفصلہ ذیل حصہ شائد اس کی ترجمانی کر سکے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خاکسار ایڈیٹر الحکم کا پیام برادران سلسلہ کے نام

میں یہ عریضہ نہایت درد دل اور بعید حسرت کے ساتھ دوڑتی ہوئی ریل گاڑی میں لکھ رہا ہوں۔ میرے دل و دماغ پر دارالامان کے سالانہ اجتماع کا تصور مستولی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ قدرت نے نامعلوم اسباب اور مقاصد کے ماتحت مجھے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اس ارض مقدس سے اس موقعہ پر دور رکھا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کا مرسل و مامور احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے

برادران! سالانہ اجتماع بہت سی برکات اور فیوضات کا موجب ہوتا ہے اور اس وقت جبکہ میں قادیان سے دور ہوں میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ برکات ہوتی ہیں قادیان سے باہر کے لوگ بعض اوقات کوشے یا کے رہنے والوں کی حالت پر نکتہ چینیاں کرتے۔ مگر میں نے اس چند روزہ فراق میں محسوس کر لیا ہے کہ قادیان زندگی ایک قابل رشک زندگی ہے۔ آج ہی مجھے حضرت احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی حقیقت معلوم ہوئی ہے۔ جو شخص قادیان میں ہجرت نہیں کرتا یا کم از کم ہجرت کے لئے تڑپ اور خواہش نہیں رکھتا۔ وہ میری جماعت میں نہیں۔ یہ آپ کے پاک کلام کا مفہوم ہے میں اصل الفاظ درج کر دیتا۔ اگر بحالت سفر مجھے اس عریضہ کے لکھنے کا موقعہ نہ ملتا اے سرزمین قادیان لاریب تو ارض حرم ہے۔ تیری پشت پر خدا کا محبوب ہاں وہ پیارا چلتا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے کعبہ کہا اور مجھے کبھی حرم کہا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ہے

تم مے برتد چو یاد آورم مناجات شوریدہ در حرم

تو اس وقت بھی اس پاک وجود کی امین ہے اور اس رنگ سے رنگین مجسمہ نور یقین۔ سیدنا نور الدین۔ (متعنا اللہ بطول حیاتہ آمین) بھی اپنی شعاعیں تیرے ہی افق سے دنیا میں پھیلا رہا ہے۔ پس تجھ سے دوری خواہ وہ کسی بھی رنگ میں ہو مقیمان کوئے دلدار کے لئے باعث رنج ہے اور اس کی قدر اس سے پوچھو جو ایسے **فیوضات و برکات** کے موقعہ پر وہاں سے دور ہو۔ میرے دوستو! آج تم بڑے ہی خوش قسمت ہو۔ کہ اپنے امام کی دعاؤں میں بالمشافہ شریک ہو۔ تم اس کی پاک باتیں سنتے ہو۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہو۔

میرے دوستو! میں اپنے اس سفر میں تمہیں پیغام پہنچا رہا ہوں۔ میری روح قادیان کے در و دیوار کا طواف کر رہی ہے مگر جسم دور ہے اس موقعہ پر مجھے **قرب و بعد** کی بعض کیفیتوں کا عجیب لطف آیا۔ مگر وہ ایک ذوقی بات ہے اور ہر دل اسے پسند نہیں کر سکتا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ اس موقعہ پر قادیان پہنچ سکوں مگر الامر بید اللہ یحکم ما یرید و یفعل ما یشاء جب میں نے اس بارہ میں اپنی ناکامی کا مشاہدہ کیا۔ تو بے اختیار دل و دماغ میں ایک جنبش پیدا ہوئی۔ جو ان سطور کے ذریعہ آپ تک پہنچاتا ہوں۔

میرے دوستو! میرے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں میں نے احمد نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کے برگزیدہ اور آخص خدام کی پیاری اور شیریں باتیں تم تک پہنچائی ہیں اور تمہیں نہایت کلفت کی گھڑیوں میں پیاری پیاری باتوں سے خوش کیا ہے تم میں سے بہت ہیں جو کوئے یار میں اسی راہ سے داخل ہوئے ہیں۔ بہت ہیں جنہوں نے اسی ذریعہ سے بڑے انعامات حاصل کئے ہیں آج جبکہ میں قدرت کے ہاتھوں دور ڈال دیا گیا ہوں اور خدا تعالیٰ کی لانظیر حکمتوں نے ایسا ہی پسند فرمایا ہے تو میں دست سوال بن کر تمہارے پاس آتا ہوں اور ایک استدعا کرنے کی جرات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم اپنی **دعاؤں میں اس خاکسار کو نہ بھولیو۔ حضرت امام کے منہ سے جب** کچھ سنو تو کم از کم اس خیال سے اس خاکسار کو یاد کر کے دعا کر لینا کہ **وہ اس وقت موجود نہیں** کہ **قلمبند کرے** البلاغ من الشاھد الی الغائب کا نظارہ دکھائے۔ اس تحریک سے کیا عجب ہے کہ میں روحانی طور پر اسی اجلاس میں شرکت کے مفاد کو حاصل کر سکوں۔ میرے دوستو! جب تم اس سرزمین میں داخل ہو۔ جہاں خدا کی رحمت کا نزول ہو رہا ہے اور خدا کا مرسل ابدی راحت کی نیند سوتا ہے اور تمہیں وہاں دعا کی تحریک ہو تو میری طرف سے ہر ایک تم میں سے حضرت جری اللہ کے مزار پر السلام علیکم عرض کرے

* آپکو نزول الماء کی شکایت ہے اور آپریشن کیا گیا ہے۔ خدا نور بصارت واپس لائے۔

اپنی دعاؤں میں مجھے شریک رکھے۔ ان تمام مقامات میں جہاں قادیان میں دعا کی تحریکیں ہوتی ہیں۔ مجھے بدبختی میں نے جب قادیان میں اپنی حاضری کو اس موقعہ پر متعذر پایا اسی وقت سے دعاؤں کے ذریعہ وہاں پہنچ رہا ہوں اور خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ میں حضرت امام کی دعاؤں میں ضرور شریک ہونگا اور وہ نافع الناس وجود اپنے اس خادم کو جو اس کی کرم گستریوں پر دلیر ہے۔ اپنے ان ہاتھوں کے نیچے رکھیگا جو ان ایام میں خصوصاً ایک درد اور جوش کے ساتھ رب العزت کے عرش کو ہلا دیں گے یہ تحریک میرا دل شہادت دیتا ہے حضرت امام کو ہوگی اور ضرور ہوگی۔ اس لئے کہ اس کا ایک نہائت ہی پیارا اور اولوالعزم سیدنا حاجی مرزا **بشیرالدین محمود احمد** سلمہ اللہ الاحد بھی اس اجلاس کی تقریب پر باہر ہے اس کے لئے حضرت امام کی دعائیں دوسرے خدام کو بھی شامل کر لینگی جو کسی نہ کسی وجہ سے باہر ہیں۔ پس میں نہائت عجز کے ساتھ اپنے بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان تمام مواقع پر مجھے دعاؤں میں شریک رکھیں خصوصاً حضرات انصار سے درخواست ہے۔ کہ وہ مجھے دیکھ لیں میں اس کیفیت جوش اور درد کے جذبہ کو کاغذ پر رکھ نہیں سکتا۔ جو جلسہ کے موقع پر نہ پہنچ سکنے کے تصور سے پیدا ہو رہا ہے لیکن اس کو بھی خدا تعالیٰ کے فضل ہی کا باعث سمجھتا ہوں۔ کہ محض اسی سلسلہ میں ایک خاص تحریک اور جوش پیدا ہو رہا ہے اور قادیانی زندگی کی خوبیوں کا نقشہ نظر آ رہا ہے۔ بالآخر میں اپنے سید و مولیٰ امام کے حضور عرض کرتا ہوں۔ کہ میرے آقا تیری اجازت کے ماتحت بعض ضروری امور کے لئے میں قادیان سے نکلا ہوں تیرے ہی قلم نے میری درخواست اجازت پر "**سفر مبارک ہو**" کے امید افزا کلمات لکھے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ **یہ سفر ضرور مبارک ہوگا**۔ کیونکہ میں نے دعاؤں کے لئے ایک جوش اپنے اندر پایا ہے غرض تیرا یہ ادنیٰ اور ہیچمیرز خادم جس کی بعض ادائیں تجھے غریب نوازی سے پسند ہیں اور جن کا تو قدردان ہے گو جسمانی رنگ میں تجھ سے دور ہے مگر اس کی روح تیرے قدموں پر نثار ہو رہی ہے اپنی **قدیم غریب نوازی سے اس کو ان دعاؤں میں شریک رکھیو جو اس موقعہ پر تیرے دل میں پیدا ہوں**۔ میں اور کوئی اور تیرے اس فیض اور فضل کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں ہمارا کریم ہی تیری جزا ہوگا اور ہاں **احمد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہلبیت**! اے ام المومنین اور حضرت احمد علیہ السلام کے لخت جگرو اپنے اس غلام کو نہ بھولنا۔ جو اہلبیت کی محبت میں رافضی کہلانے پر ناز کر سکتا ہے اور انہیں یاد دلاتا ہے جنہوں نے اسی جرم میں اسے رافضی کہا۔ تمہارے در و دیوار پر خدا کی رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ تمہارے گوشت پوست خدا کے محبوب کی دعاؤں میں خمیر ہوئے ہوئے ہیں۔ پس تمہارے منہ سے اپنے حلقہ بگوش کے لئے کلمہ خیر نکلنا اس کا بیڑا پار کر دیگا۔ میں کیا دعا چاہتا ہوں۔ وہ صرف یہی ہے کہ میرا مولیٰ مجھ سے ایسا راضی ہو کہ پھر ناراض نہ ہو۔ مجھ کو اور میری ذریت کو سچا مسلمان اور خادم اسلام بنا دے اور حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حشر ہو۔ اسی سال کے [illegible]

[illegible] **خادم اس سلسلہ کا پہلا خادم ہے اس کے متعلق کوئی اپیل تمہیں سننے میں نہ آئیگی مگر تم یاد رکھو۔ کہ اس کی زندگی کا اثر قوم پر ہے۔ اس کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھانے خدا سے اجر پاؤ!**

آپ کا خادم طالب دعا

یعقوب علی ایڈیٹر الحکم از مغلسرائے

حضرت صاحبزادہ والا تبار

ہمارے اولوالعزم نوجوان خدا کے برگزیدہ مسیح کے فرزند ارجمند جو سرزمین مکہ میں تشریف فرما تھے۔ ان کی غیر حاضری کو ہر فرد سلسلہ نے خصوصیت سے محسوس کیا۔ وہ نکات معرفت وہ حقائق قرآنیہ اور وہ پیاری پیاری آواز جس میں بعض اوقات سیدنا المسیح الموعودؑ کی جھلک آ جاتی ہے۔ سننے کے لئے ہر دل بیقرار تھا۔ لیکن خدا کے بعض حکم و مصالح کے ماتحت یہ جدائی بھی ناگزیر اور اپنے اندر بہت سے اسرار و برکات رکھتی ہے۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے۔ آپ کا تار جلسہ کے ایام ہی میں آگیا۔ کہ میں جہاز پر جدہ سے سوار ہوتا ہوں مگر جلسہ پر نہیں پہنچ سکونگا ہاں ایک اپنا پیغام دیا تھا۔ کہ کشتی ڈوبنے کے وقت جو حالت ہوتی ہے وہ اس وقت مسلمانوں کی ہے۔ سب دعاؤں میں لگ جاؤ میں نے تمام قادیان والوں اور افراد سلسلہ کے لئے بہت بہت دعائیں کی ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

پروگرام

یہ جلسہ دوسرے جلسوں کی طرح نہیں۔ کہ لیکچراروں کے نام ایک مہینہ پہلے ہی چھپ جاویں اور گو ان میں سے اکثر نہ بھی آسکیں۔ تاہم ان کے نام سے اکثر لوگوں کو آنے کی تحریک ہو۔ بلکہ یہ اجتماع جس غرض اور جس کشش روحانی سے ہوتا ہے۔ وہ قادیان میں ہر وقت موجود ہے اس لئے پروگرام صبح کا صبح اور رات کو شائع ہوتا رہا۔

حضور وائسرائے پر بم پھینکے جانے کا افسوس

سب سے پہلے مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نے اس ظالمانہ حملہ پر اظہار رنج و افسوس و نفرت کیا۔ جو حضور وائسرائے بالقابہ پر کسی شریر نے کیا اور اس بات پر خدا کا شکر کہ آپ کی جان محفوظ رہی۔ آپ نے ایک مختصر مگر اخلاص و جوش سے بھری ہوئی تقریر میں گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات اور اپنے آقا و مطاع مسیح موعود کی خدمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ حکومت وقت کی اطاعت تو ہم پر دینی رنگ میں فرض ہے۔ اور پھر ہمارے شرائط بیعت میں داخل ہے اس لئے ہر ایسے موقعہ پر ہم نے تہ دل سے گورنمنٹ کی امداد کی ہے۔ جبکہ کوئی فتنہ سر نکالے اور ہم نے اس عہد میں بہت آرام پایا ہے اس لئے ہم سب اس ظالمانہ فعل پر نفرین کرتے ہیں اور خدا کا شکر بجا لاتے ہیں کہ وہ شریر اپنے ارادہ میں ناکام [illegible] رزولیوشن پاس کر کے تار بھیجا۔ [illegible] جس پر سب حاضرین نے جن میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف طبقات [illegible] دراز علاقوں سے جمع تھے بلند [illegible] کر تائید [illegible]۔

مدرسہ احمدیہ کے طلباء

یہ دکھلانے کے لئے کہ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کی تعلیم و تربیت کس رنگ میں ہو رہی ہے اور وہ قوم کی امیدوں کو کہاں تک پورا کر سکیں گے۔ دو طالب علم اس لئے انتخاب کئے گئے تھے کہ وہ اپنے مضمون سنائیں جو بلا امداد غیرے خود انہوں نے تیار کئے تھے۔ چنانچہ پہلے عبدالقدوس نے اپنا عربی مضمون طریق وصول الی اللہ پر سنایا اور بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ صحیح پڑھا۔ پھر شیخ محمود بن یعقوب نے اپنا اردو مضمون شروع کیا۔ محمود ایک ہونہار نوجوان ہے اور اپنے باپ کی طرف سے دینی تعلیم کے لئے محرر ہے وقت کی تنگی کی وجہ سے وہ تمام تو نہ پڑھ سکا۔ مگر جتنا بھی سنایا گیا۔ مدرسہ احمدیہ کی امداد اور عربی تعلیم کی ضرورت کو ذہن نشین کرانے کے لئے کافی تھا

شیخ تیمور صاحب ایم اے

سلسلہ احمدیہ کا ایک جوان جو باوجود ایم۔ اے ہونے کے عربی تعلیم سے فارغ ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح نے اسے آپ بڑی توجہ اور محنت سے پڑھایا ہے۔ آجکل علی گڈھ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہے۔ آپ کے مخاطب کالجیئیٹ تھے۔ کہ وہ قرآن کریم کی کیا خدمت کر سکتے ہیں آپ کا لہجہ نہائت صاف۔ تقریر بہت شستہ اور مطالب متین تھے۔ آپ نے ہونہار احمدی طالبعلموں کو مشورہ دیا کہ وہ کالجوں میں سائنس لیں۔ جس سے مراد علم طبقات الارض علم نباتات۔ علم ہیئت۔ کیمسٹری وغیرہ ہے۔ اور پھر ان علوم سے قرآن کریم کی خدمت کریں۔ اس میں جو کچھ ہے حق ہے اور ہرگز ہرگز یہ امر واقع نہیں (جیسا کہ کسی بڑے آدمی نے کہا ہے) کہ اس زمانے کے لوگوں کے معتقدات کے مطابق باتیں لکھ دی ہیں۔ پس ہمیں چاہیئے کہ سائنس کے نتائج جو تین قسم کے ہیں۔ ان سے کام لیں۔ اور قرآن کریم کی خدمت بجا لائیں۔ اس کے بعد آپ نے وہ آیات بغیر ترجمہ کے پڑھیں۔ جن پر سائنس کے نکتہ خیال سے غور ہونا چاہیئے اور خلوت میں خلوت اور عوام میں سے صرف چند خواص کو

مخاطب کرنے سے معذرت چاہی۔ سموات۔ سبع کیا ہیں۔ طباق کیوں فرمایا۔ تفاوت۔ حسبانا۔ ستۃ ایام۔ زوجین۔ تصریف الریاح۔ ما بینہما۔ دابتین۔ کشطت۔ انشقت سے کیا مراد ہے۔

پھر آپ نے آجکل کے فلسفے کا ذکر کیا اور کہا کہ ہمارا فرض ہے قرآن مجید میں جن کاموں کو نیک کہا گیا ہے اور جن کو بد بتایا گیا ہے۔ ان کے مادی اثر۔ اخلاقی و روحانی تاثیرات سے دنیا کو آگاہ کیا جائے۔ مثلاً زنا حرام ہے تو کیوں حرام ہے؟ کیا اس لئے کہ آتشک ہو جاتا ہے۔ حالانکہ سب لوگوں کو نہیں ہوتا۔ کیا اولاد نہیں ہوتی۔ حالانکہ اولاد ہوتی تو ہے۔ ایسا ہی محرمات سے نکاح کیوں منع ہے۔ سؤر کھانے سے کیوں منع کیا۔ غرض وقت آگیا ہے کہ ان سب حقیقتوں کو دنیا پر واضح کیا جائے بجائے اس کے کہ ہم کسی یورپین کے اقوال پر ایمان لائیں۔ جن کے حالات۔ علم۔ اخلاق کیریکٹر سے ہم آگاہ نہیں۔ ہمیں چاہیئے اور ہمارے مکرم معظم ڈاکٹروں کو چاہیے۔ کہ خود ایسی تحقیقاتوں میں شامل ہوں۔

مرزا یعقوب بیگ صاحب

آپ نے اپنے لیکچر میں یہ بتایا۔ کہ مسیح کی زندگی کا مشن کیا تھا اور احمدی جماعت کے فرائض کیا ہیں؟ آپ نے ابو الانبیاء کا ذکر فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کما کر دکھایا اور اسلمت لرب العالمین کی تفسیر فرمائی۔ پھر بتایا کہ حضرت مرزا کو بھی "ابراہیم" کہا گیا یعنی خدا نے فرمایا کہ تو بھی ابراہیمی صفات کا مظہر ہے۔ چنانچہ آپ نے ہی قادیان جیسی بستی میں جو روحانیات کے اعتبار سے ایک جنگل تھی۔ خدا کی یاد کے لئے ایک گھر بنایا آپ پر بھی ابتلاء آئے مگر آپ ان میں ثابت قدم رہے اور اس شعر کے مصداق نکلے ؎

پہلوانِ حضرتِ ربِ جلیل
بر میاں بستہ ز شوکت خنجرے

آپ نے عیسائیوں کی۔ آریوں کی۔ مسلمانوں کی غلطیاں واضح کیں اور آپ نے ایک جماعت بنائی جسے

دین کو دنیا پر مقدم کروں گا

کا کلمہ پڑھایا۔ جو فاستقم کما امرت اور اسلمت لرب العالمین کے معنے ہیں اور جیسے ابراہیم نے ایک بڑے بت کو توڑ کر کلہاڑا اسی کے کندھے پر رکھدیا تھا۔ اسی طرح آپ نے یسوع مسیح کی الوہیت کے بت کو توڑ ڈالا۔ اور انجیل ہی سے اس کی موت ثابت کرکے اس کا کلہاڑا اسی کے کندھے پر رکھ دیا۔ یہ جو احادیث میں ہے۔ کہ دجال نمک کے پہاڑ کی طرح گل جائیگا اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ اپنی تباہی کے سامان اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ چنانچہ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ کوئی پادری کسی احمدی سے مباحثہ کرنے پر تیار نہیں۔ یہاں تک تو ہمارے آقا کا کام تھا۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اس مشن کو ترقی دیں اور سب سے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ اور اپنے اندر حضرت ابراہیم کی طرح قربانی کی روح پیدا کریں۔ اور اپنا مال۔ اپنی قابلیت اسی راہ میں صرف کردیں۔ قربانی کیا ہے

ترک رضائے خویش پئے مرضی خدا

پس جب تک ہم میں یہ بات نہیں۔ ہمارا یہ حق نہیں۔ کہ دوسرے مسلمان بھائیوں پر سختی کریں۔ ہم احمدی ہونے کی حیثیت سے ان برکات کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جب تک احمد کی تعلیم پر نہ چلیں۔ نرا تعلق کافی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے جماعت کو بہت نصیحت فرمائی کہ دوسرے مسلمانوں سے تنافر کے بجائے اتحاد پیدا کریں اور یہ غلط ہے کہ ہم ان میں مل کر فنا ہو جائینگے بلکہ ایسا ہو تو یہ ہمارا ہی قصور ہوگا۔ اگر ہم میں روحانیت ہوگی۔ تو ہم اپنا اثر ڈالینگے۔ جب تک ہم ان میں ملیں گے نہیں۔ تبلیغ نہیں ہو سکیگی۔ دیکھو ملنے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم ان کی مسجدوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہمارے امام نے تو ہندوؤں کو بھی پیغام صلح دیا ہے۔ پس اپنے مسلمان بھائیوں سے لڑائی کیا معنے۔ پھر آپ نے تبلیغ کے متعلق فرمایا کہ میرا تو ایمان ہے کہ مرزا اپنا آپ منوانے کے لئے کبھی نہ آیا تھا۔ تم محمد رسول اللہ کو منواؤ۔ قرآن مجید کو منواؤ۔ پھر خود ہی لوگ تمہارے مرزا کو مان لینگے۔ تم جو ایک کشتی میں سوار ہو چکے ہو۔ اپنی کشتی کو طوفان سے بچاؤ۔ مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔

ایلی ایلی لما سبقتانی

آپ کی زندگی میں تو ایسا موقع نہیں آیا۔ اب خیال رکھو کہ ہمارے قصوروں کی وجہ سے ان وعدوں میں درنگ نہ پڑجائے۔ جو خدا کے مامور سے ہوئے۔ ہمارا مشن ہے کل دنیا کو اسلام پہنچانا اور جو مسلمان ہیں ان کو اسلام پر مستحکم کرنا۔ جیسا کہ الہام میں بھی ہے۔

مسلماں را مسلماں باز کردند

خواجہ صاحب کی چٹھی

اس کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب کی وہ چٹھی پڑھی گئی۔ جو آپ نے لندن سے نہایت پر درد الفاظ میں لکھ کر بھیجی تھی۔ آپ نے اپنی عارضی جدائی سے اس دائمی جدائی کی طرف توجہ دلائی جو سب کو ہر وقت پیش آنے والی ہے اور ولا تموتن الا وانتم مسلمون سے استدلال کرکے بتایا کہ مومن کو ایسا چاہیئے کہ وہ ہر وقت موت کو چیلنج دے سکے۔ پھر مسلمانوں کی موجودہ پُر تشویش حالت کا ذکر تھا۔ جس کے لئے بتایا کہ یہ چندہ جو ہندوستان کے مسلمان کر رہے ہیں اس شوکت کو واپس نہیں لاسکتا۔ بلکہ اس طوفان میں ایک نوح وقت سے وابستگی کی ضرورت ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی روش پر توجہ دلائی کہ وہ کیونکر ایسے مصائب پر محض اپنے تقویٰ و طہارت سے اس بے سرو سامانی میں غالب آگئے۔ آپ نے عام مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ دیکھو ہم تم سے کہہ رہے ہیں کہ یہ مہدی کا زمانہ ہے۔ پر تم نے نہ مانا۔ اب واقعات نے تمہیں منوایا اور تمہاری آنکھیں امام منتظر کی طرف لگ رہی ہیں۔ مگر امام کا غار میں ہونا یا آسمان سے نزول سنت اللہ کے مطابق نہیں غور کرو۔ اور سوچو۔ اس کے بعد آپ نے احمدی جماعت کو مخاطب کیا کہ جب تک تمہارا ایمان عملی لباس نہیں پہنیگا۔ تم میں اور ان مرتجان مرنج مسلمانوں میں کچھ فرق نہیں جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ تم بے شک نمک کی مانند ہو۔ مگر نمک کو اپنی کان سے جدا ہونا چاہیئے۔ اس لئے تم تبلیغ کے لئے صحابہ کرام کی طرح پھیل جاؤ۔ مہاجرین قادیان کو خصوصیت سے جھاڑ پڑی تھی کہ تمہارا فرض ہے کہ اس امانت کو جو امام نے تمہارے سپرد کی اکناف عالم میں پہنچاؤ۔ نہ یہ کہ ایک وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ کے علائق میں گرفتار ہو جاؤ۔ دیکھو تمہارے گاؤں کا مالک تو باوجود دائم المرضی کے وطن چھوڑ کر عرب میں جا چکا ہے۔ وہ طاقت جو غیروں کے خلاف صرف کرنے کے لئے ہے آپس میں صرف نہ کرو۔ دنیا اسلام سے مایوس ہو چکی ہے۔ تم اسلام کے مبلغ بنو۔ جو تمہارا ملک۔ دولت۔ جائیداد چھینتے ہیں۔ تم ان کے دلوں پر قبضہ کرلو۔ ان کے ایمان پر تصرف کرو۔ ان کی روح کو تسخیر کرلو۔

اس روحانی جنگ میں ہمارے پاس آلات حرب (کتب امام) تو موجود ہیں۔ مگر سپاہی ہمارے ہاں کم ہیں اس کے بعد آپ نے اپنا حال تحریر فرمایا کہ میں نے ہندوستان میں حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت کام شروع کیا تھا اور میں نے خدا کے فضل سے سلسلہ سے جو منافرت تھی دور کردی۔ رستے سے کانٹے اور مشکلات کے پہاڑ ہٹا دیئے۔ اب تم شوق سے چلو۔ اب وہی درد مجھے انگلستان میں لایا۔ یہاں بھی پادری مجھ سے بھاگتے ہیں اور میں ہر گفتگو میں کامیاب رہا ہوں۔ یہ جگہ دار الابتلاء ہے مگر دار الفضل بھی ہے میں اکیلا کیا کچھ کر سکتا ہوں۔ ضرورت ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کا انگریزی اڈیشن یہاں سے نکالا جاوے اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ یہاں تشریف لائیں اور کام کریں۔ پھر ایک دعا تھی۔ جو رقت انگیز تھی یہ چٹھی ڈیڑھ گھنٹے میں مولوی صدر الدین صاحب نے نہایت صفائی و خوبی سے پڑھ کر سنائی۔

نماز ظہر و عصر

اس کے بعد ظہر و عصر کی نماز جمع ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی جو معارف و حقائق سے لبریز تھی اور جو علیحدہ بشرح ہوگی۔

مفتی محمد صادق صاحب

۲۶۔ دسمبر کو سب سے پہلے ایک چھوٹی سی نظم ڈاکٹر محمد حسین صاحب امرت سری نے پڑھی۔ وہ نظم یا محمود میں تھی اور اگرچہ چند بندوں پر مشتمل تھی۔ مگر صاحبدلوں پر وہ کام کر گئی۔ جو بجلی بھی نہیں کر سکتی۔

اس کے بعد مفتی صاحب نے

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

کے ماتحت سید و آقا۔ مولا و مطاع حضرت مسیح موعود کی باتیں سنانی شروع کیں (۱) کسی شخص نے دنیوی مصیبت سے تنگ آکر حضور کو لکھا کہ میں خودکشی کرلوں۔ فرمایا آرام تو نیک بننے سے ملتا ہے اس جہان کے سوا ایک اور جہان بھی ہے زندگی یہیں

ختم نہیں ہو جاتی (۲) فرمایا۔ اس زمانے میں تمہارا فرض ہے کہ ان نشانات کی اشاعت کرو جو خدا کے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے (۳) ڈاڑھی منڈوانے کے متعلق کسی کی شکایت ہوئی تو فرمایا۔ مجھے تو لوگوں کے ایمانوں کی فکر پڑی ہے وہ درست ہوں تو یہ سب باتیں خود ہی رفع ہو جائیں (۴) حضور سورہ فاتحہ پڑھنا امام کے پیچھے ضروری سمجھتے تھے۔ مگر رکوع میں مل جانے سے وہ رکعت ہو جاتی ہے (۵) جرابوں پر مسح فرماتے تھے۔ (۶) وتر تین رکعت بدو تشہد یا بدو سلام پڑھتے تھے (۷) ایک صاحب کا وضو نہیں ٹھہرتا تھا اُس کو امام کر کے نماز پڑھ لی پھر فرمایا ایک دفعہ وضو کر کے پھر نماز شروع کر دیا کرو۔ (۸) قرآن شریف سے فال لینا ٹھیک نہیں (۹) رمضان کی آخری شام کو کوٹھے پر چڑھ گئے۔ فرمایا۔ میں نے چاہا اس مبارک مہینے کی آخری گھڑی میں اپنی جماعت کے لئے دعا کر لوں۔ فرمایا میں نے پہلے یہ دعا چاہی کہ خدا میری جماعت میں اختلاف نہ ہو مگر اس سے میری توجہ پھیری گئی۔ تب میں نے یہ دعا کی کہ میری جماعت میں تقویٰ ہمیشہ قائم رہے۔ اس اثنا میں آپ نے اپنی چند باتیں بھی سنائیں فرمایا کہ ایک دفعہ آپ نے انگریزی و عبرانی پڑھنی چاہی مگر حرف شناسی پر ہی چھوڑ دیا اور فرمایا یہ تو اب اپنی جماعت کے لئے ہی رکھتا ہوں پھر سفر سندھ میں جو پادریوں سے بحثیں ہوئیں۔ ان کے دلچسپ سوال و جواب سنائے۔ پھر آپ نے حضور مغفور کے تحمل و عفو کے قصے سُنائے اور بتایا کہ سیر کے وقت اگر کسی کی ٹھوکر سے وہ گر جاتا۔ تو پیچھے نہ دیکھتے تھے کہ شائد اس شخص کو ندامت ہو جس سے یہ خطا ہوئی۔ معزز مہمانوں کی تعظیم فرماتے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب جب ولائت سے آئے تو کھڑے ہو کر ملاقات کی۔ صفائی معاملہ کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ کچھ روپے سودے کے کے لئے بھیجے تو ایک آنہ ساتھ دیا اور ایک روپیہ الگ کر کے بتایا کہ اس میں کچھ شبہ ہے۔ اس لئے اس کو دوسرے روپوں سے نہ ملا دینا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس شہر میں ہماری مخالفت نہیں وہ جماعت کو ترقی نہیں ہوتی۔ آپ نہائت پاک مذاق بھی فرمالیا کرتے تھے ایک دفعہ ایک دوست نے عرض کیا (یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت نہ تھی) کہ حضور ہم جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ وہاں احتیاطی بھی جمعے کے بعد پڑھتے ہیں۔ فرمایا وہ احتیاطی تو نہیں۔ ہاں جوتے کھانے کی۔ سے بچنے کی احتیاطی پڑھ لیا کرو۔ یعنی احتیاط رہے کوئی جھگڑا نہ ہو۔ پھر آپ کی مختلف کرامات کا ذکر فرمایا۔ مولوی محمد علی صاحب کو تیز بخار تھا۔ آپ نے جلال میں آکر ہاتھ لگایا تو اسی وقت بخار اتر گیا۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے۔ ایک جگہ کے احمدیوں سے کہا تھا کہ اگر ہمارا سلسلہ سچا ہے تو مسجد ضرور ملیگی چنانچہ آخر انہیں مل گئی۔ جو اس کے خلاف فیصلہ کرنے والے تھے۔ وہ مر گئے۔ آپ کو اپنے سلسلہ کی اشاعت کی فکر یہاں تک تھی کہ بعض بعض اوقات ساری ساری رات مضمون لکھتے۔ ان رتجگوں میں بعض دفعہ مجھے بھی شامل ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ گرمی میں آپ کو کوئی پنکھا کرنے لگا فرمایا بس نے دو مجھے اس طرح نیند آجائیگی۔ قوم تو آگے ہی سوئی ہوئی ہے۔ میں بھی سو جاؤں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ غرض یہ ایک گھنٹے کا وقت ایسی ہی مزے مزے کی باتیں سُننے میں خرچ ہوا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مولوی صدر الدین صاحب

اس کے بعد رپورٹ کے لئے وقت تھا مگر کسی مصلحت سے اسے کل پر ملتوی کیا گیا اور مولوی صدر الدین صاحب کا لیکچر شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ میرا لیکچر کل تھا میں نے کوئی تیاری نہیں کی۔ مگر اپنے بھائی ہیں۔ اس لئے میں بے تکلفانہ چند باتیں عرض کر سکتا ہوں۔

آپ نے بیان کیا کہ دنیا میں زمانہ سازی سے ترقی ہوتی ہے۔ مگر خدا کے مامور حکم الٰہی کے ماتحت کام کرتے ہیں وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ زمانہ کدھر کو جا رہا ہے وہ زمانے کو اپنے تابع کر لیتے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بھی ایسا ہی کیا۔ انبیاء کے دل بہت وسیع ہوتے ہیں اگرچہ ہم نے انبیاء کے دل کو نہیں دیکھا۔ مگر ایک امام کو جو انبیاء کا غلام تھا۔ دیکھا۔ اس کو بڑا وسیع دل دیا گیا تھا۔ آپ نے ایک بار فرمایا تھا کہ اگر لیکھرام پر میرے سامنے حملہ ہوتا۔ تو میں اُس کے بچانے کی کوشش کرتا۔ مقرب وہ ہے جس کے دل میں سب کی ہمدردی ہو۔ ہماری شرائط بیعت میں بھی یہ امر داخل ہے۔ پس احمدیوں کو چاہئے کہ وہ تنگ خیال نہ ہوں۔ اپنے قلب کو بہت وسیع کر لیں اور اپنی ہمدردی۔ نیک سلوکی کا دائرہ بڑھائیں۔ اور باہمی تعلقات بہت اچھے رکھیں ایک دوسرے کی عیب چینی چھوڑ دو۔ کوئی جماعت کا فرد سلسلہ کے عمائد کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی گود میں پرورش پائی ہے۔ بُرا نہ کہے۔ اس طرح قومیت باطل ہوتی ہے۔ حدیث میں سباب المسلم کفر آیا ہے اس قوم میں ایسے لوگ نہیں ہونے چاہئے جو آپس میں بغض رکھتے اور دوسرے کی عزت کو پامال کرنے والے ہوں۔ خدا نے جو کسی کو رتبہ دیا ہے۔ اس کی نگہداشت کرو۔ اس کو قائم رکھو۔ نزل الناس علیٰ قدر منازلھم کو خوب یاد رکھو۔ تم میں یہ خواہش نہ ہو کہ ہماری ہمت سے فلاں شخص معظم ہو جائے چھوٹے بڑے خدا بناتا ہے۔ غیر احمدی مسلمانوں سے نرمی کا برتاؤ رکھو۔ قولا لہ قولا لینا کو مد نظر رکھو۔ ڈیڑھ گھنٹہ آپ کا لیکچر ہوا۔ جوش کے ساتھ مرارت لابد ہے۔

حضرت مولانا محمد احسن صاحب

مولوی صدر الدین صاحب کے لیکچر کے اثنا میں ہی مولانا محمد احسن صاحب تشریف لے آئے تھے۔ آپ صدارت پر جلوہ افروز رہے اور آپ اس کے اہل تھے پھر مولانا موصوف کا مضمون صوفی غلام محمد صاحب نے پڑھ کر سُنایا۔ آپ کا یہ بیش قیمت مضمون فصاحت مشحون پارہ ۷ سورہ المائدہ رکوع ۵ کی تفسیر میں تھا۔ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا و آیۃ منک کے بارے میں آپ نے بہت سی مشابہتوں اور دلیلوں سے یہ امر واضح کیا کہ یہ مائدہ شریعت محمدیہ کی صورت میں نازل ہوا۔ مفسرین نے اس کی تفسیر میں بہت کچھ اقوال لکھے ہیں۔ مگر پتہ کی بات یہی ہے۔ جو ہمارے احسن المفسرین نے لکھ دی۔ ایسی ایسی باتیں انہی مردِ خدا سے مخصوص ہیں۔ جس کے لئے یہ کلام الٰہی نازل ہوا تھا ؎

از پئے آن محمد احسن را
تارک روزگار مے بینم

یہ مضمون بھی کسی وقت ہدیہ ناظرین ہوگا۔

پیر و مرشد حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

اس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع ہو کر حضرت مولانا امیر کی تقریر دلپذیر ہوئی۔ آپ نے ایک رکوع پڑھ کر سُنایا۔ پھر فرمایا کہ امت محمدیہ میں بہت سے لوگ اس کتاب کو پڑھ کر ابدال۔ غوث بن گئے یہ کہنا کہ پہلے سائنس پڑھیں۔ پھر نفع اُٹھائیں۔ غلط بات ہے کیا اگلے لوگ جو ولی ہوئے۔ وہ سائنس پڑھ کر ہوئے۔ حالانکہ سائنس والوں کی کبھی کوئی جماعت نہیں بنی۔ ان کی رائے بدلتی رہتی ہے۔ مگر قرآن مجید کی باتیں مستحکم ہیں۔ پھر فرمایا۔ مباحثہ ہر ایک کا کام نہیں۔ اس کے لئے اپنے مذہب سے واقفیت تامہ چاہئے۔ مخاطب کی کتاب کا بھی علم ہونا چاہئے تم مختلف مذاق کے لوگ ہو۔ اللہ جس میں فہم دے اس میں مناظرہ کی جرأت کرو۔ پھر فرمایا۔ قرآن کریم نہایت آسان ہے دو ہزار لغت ہوگی۔ صرف کی اس لئے ضرورت نہیں۔ کہ قرآن مجید میں قال ہی ہے۔ قول نہیں۔ نحو اس لئے نہیں کہ اعراب پہلے ہی لگے ہوئے ہیں۔ باقی جو مشکل مقامات ہیں۔ ان کے لئے حضرت صاحب نے مجھے ایک گُر بتایا۔ جسے میں نے بارہا آزمایا کہ ایسی مشکل آیات کو لکھ کر ایسی جگہ لٹکا دیا جائے جہاں اکثر نظر پڑتی رہے اور دعاؤں میں لگا رہے۔ خدا اس مقام کو حل کر دیگا۔ چنانچہ والفجر ولیال عشر وغیرہ اقسام کی حقیقت مجھ پر کھل گئی۔ مقطعات قرآنی کا علم مجھے بین السطور میں دیا گیا۔ نور الدین میری کتاب کو دیکھو۔ پھر خدا نے مجھے الہام کیا ہے۔ کہ اگر منکر قرآن تیرے سامنے قرآن مجید کی کسی آئت پر اعتراض کریگا تو ہم تجھے اُسی وقت اس کے معنے سمجھا دیں گے۔ الغرض قرآن مجید میں اشکال کوئی نہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ میں قرآنی فہم کا راز ہے اور عربی زبان تو یوں بھی بے نظیر ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر پر کل میں نے وعظ کیا تھا۔ اس پر میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے قرآن پڑھو۔ پھر دوسروں کو پڑھاؤ میں نے کبھی کسی بات کے بتانے میں نہ کسی طبی نسخہ کے متعلق نہ کسی قرآنی معنے کی نسبت بُخل کیا ہے۔ جو لوگ قرآن مجید پڑھنا چاہتے ہیں۔ وہ مجھ سے تین ماہ میں پڑھ لیں۔ ایسے لوگ ایک جماعت کی صورت میں ہو کر مجھ سے درخواست کریں اور میں آجکل بھی بہت سے درس دیتا ہوں میری خواہش ہے کہ تم میں سے چند لوگ قرآن کریم کے ماہر ہوں اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ صبر و استقلال سے کام لو۔ شکر سیکھو۔ تقویٰ پر جمے رہو۔ حسن خلق اختیار کرو۔ کبریائی چھوڑ دو۔ اللہ کے لئے کام کرو۔ مخلوق کی ثنا کی پرواہ نہ کرو۔ لایعنی باتوں میں نہ پڑو۔ اس وقت خدا اور اُس کے رسول کی بے ادبی ہو رہی تمہارا غافل بیٹھنا ٹھیک نہیں۔ اپنے اعمال درست کرو۔ لین دین کے معاملات میں احتیاط کرو۔ جھگڑے کی باتوں سے دور رہو۔ اتحاد و محبت پھیلاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق بخشے۔

مفصل تقریر حضرت خلیفۃ المسیح انشاء اللہ آئندہ چھپیگی۔

احمدیہ کانفرنس

رات کو مغرب وعشاء کی نماز جمع ہونے کے بعد ۷ ½ بجے کے قریب احمدیہ کانفرنس مسجد مبارک میں ہوئی۔ بجٹ پیش ہوا۔ سکرٹری صاحب نے مدرسہ احمدیہ اور زکوٰۃ کی طرف توجہ دلائی۔ مدرسہ احمدیہ کی آمدنی کی نسبت بہت سی تجویزیں پیش ہوئیں۔ آخر یہ قرار پایا کہ مقامی آمد جو کہ سیالکوٹ میں اس طرح وصول کی جاتی ہے کہ کسی ترقی یا لڑکے کی تولید یا شادی پر کچھ رقم حسب حیثیت لی جاتی ہے۔ اس سے اپنی انجمنوں میں مشورہ کرکے ایک معقول رقم بطور وظائف کے ہر ایک جماعت کی طرف سے دی جائے اور تحریک کی جائے کہ مدرسہ احمدیہ میں ایسے لڑکے بھجوائے جائیں جو اپنے خرچ پر پڑھیں اور ایک صاحب نے یہ تجویز بھی پیش کی کہ معائنہ کرکے ایسے لڑکوں کو کسی اور کام میں لگا دیا جائے جو ناکارہ اور قوم پر بار ہونے والے ہیں۔ والعلم عند اللہ!

دوم۔ انجمن سیالکوٹ کی درخواست پر یہ تجویز بھی پاس ہوئی کہ آئندہ محاسب محصل وغیرہ کو الاؤنس بھی دیا جاسکے تاکہ حساب کتاب باقاعدہ رکھنے کا جواب دہ ہو۔ اس تجویز کی نسبت کئی بھائیوں کا یہ خیال تھا کہ غیر ضروری ہے مگر ضرورت سمجھ کر پاس کردی گئی۔

اتنے میں دس بج گئے اور چونکہ میرے سامنے وہ تجاویز بھی تھیں جو الحکم و نور نے اپنے مختلف اشیوں میں زور شور سے پیش کی تھیں اس لئے میرا خیال تھا کہ صبح کی نماز یہیں بیٹھے بیٹھے پڑھینگے لیکن سکرٹری صاحب نے فرمایا کہ اب کوئی اور بات پیش ہونے والی نہیں جس سے معلوم ہوا کہ یہ تجاویز صرف اسی صورت میں پیش ہوسکتی تھیں کہ ان مضامین سے متاثر ہوکر کوئی انجمن پیش کرتی یا اخبار اپنے طور پر اسا رسوخ یا حق رکھتے۔

ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب

۲۷۔ دسمبر صبح کا جلسہ ۹ بجے مسجد نور میں ہوا۔ وہاں پہلے ڈاکٹر محمد حسین صاحب کا لیکچر ہوا۔ آپ سلسلہ احمدیہ کے بہت مخلص و جوشیلے ممبر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اجتماع کی غرض اشاعت اسلام کے لئے تجاویز سوچنا ہے۔ اس وقت دنیا میں (۱) دہریت پھیل رہی ہے۔ فسق و فجور حد سے بڑھ گیا ہے کیونکہ خدا پر ایمان نہیں (۲) عیسائیت کا زور ہے اور ایک انسان کے بیٹے کو خدا بنایا جارہا ہے۔ اور کفارہ کی تعلیم سے اباحتی زندگی پھیل رہی ہے (۳) مسلمان اسلام سے بے خبر ہیں۔ دنیا کو دین پر مقدم کررہے ہیں۔

ہمارے امام نے ان ہر سہ امراض کا علاج یوں کیا کہ دہریت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور خارق عادت نشانات میرے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے کہ جو مخالف چالیس روز بھی میرے پاس رہیگا۔ نشان دیکھ لیگا اور عیسائیت کا زور یوں کم کیا۔ کہ اسلام کی خوبصورتی اور پیغمبر صلعم کی صداقت کے دلائل دیئے اور براہین ساطعہ سے بتایا کہ ان کا خدا یعنی یسوع مسیح مرچکا ہے۔ تیسری مرض کو دور کرنے کے لئے ایک جماعت تیار کی جن سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا۔

اب دوستو! مسیح موعودؑ کوئی پیرخانہ قائم کرنے نہیں آیا تھا بلکہ وہ تو نبوت و رسالت کا سلسلہ لیکر آیا تھا۔ اگر ہم اس کے نقش قدم پر چلے تو غلطی کھائیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو معبود بنالیں۔ مختلف ممالک میں پھیل کر ان ہر سہ امراض کا علاج کریں اور اپنے چال وچلن سے ثابت کردیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ ہمارے امام نے تو ۲۴ سال میں یہ کام کیا کہ ساری دنیا میں یہ اشاعت کردی کہ میرا مشن کیا ہے۔ (۲) یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ میں اعلان کردیا کہ ایک نبی آیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہے۔ (۳) دنیا میں ایک جماعت قائم کردی اور آخر میں اعلان کیا کہ

> ہم اپنا کام دوستو۔ اب کرچکے ادا
> اب اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

ہم نے کیا کیا؟ چندے دیئے۔ بیشک مقابلۃً زیادہ دیئے مگر ایک روپے میں دو پیسے دیئے تو کونسی بڑی قربانی کی۔ کونسا نفس پر جبر کیا۔ صحابہ نے تو ۵۰ سال میں اسلام ساری دنیا میں پھیلا دیا تھا۔ بے شک حضرت مولوی نورالدین صاحب ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب مولوی صدرالدین صاحب ہیں۔ انہوں نے صحابہ کا نمونہ دکھایا مگر کیا اتنے ہی شخصوں کی ضرورت ہے؟ ایک سکول بنوا لینا کوئی بڑا کام نہیں۔ یہ تو دوسرے فرقے بھی کررہے ہیں دیکھو سیالکوٹ میں ہماری جماعت ہے گوجرانوالہ میں جوشیلے ممبر ہیں۔ انہوں نے عیسائیوں اور آریوں پر اپنے اپنے ضلعوں میں کیا کیا اتمام حجت کی۔ ہمارے اخبارات و رسائل نے کیا خدمات کیں۔ دوستو! اٹھو اور دنیا میں پھیل جاؤ یہ بیٹھنے کا وقت نہیں ہے۔

مولوی محمد علی صاحب

پہلے آپ نے رپورٹ پڑھنی شروع کی اور بتایا کہ ۳۶ ہزار کی زیادتی ہے مگر کل ایک لاکھ چالیس ہزار میں سے چون ہزار چندہ آپ لوگوں کا ہے۔ لنگرخانہ۔ اور مدرسہ احمدیہ کے فنڈ مقروض ہیں۔ اس کی طرف احباب کی توجہ درکار ہے۔ شفاخانہ کے چندہ میں ہمارے ڈاکٹروں کو مدد دینی چاہیئے۔ اس کا خرچ بہت ہے اُنیس ہزار مریض۔ مساکین میں واپسی قرضہ کا طریق بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ہم نے مستری خانے میں ایک شاخ صنعت کھولی ہے۔ اس میں لڑکے آنے چاہئیں۔ دینیات میں اپنے خرچ پر پڑھنے والے کم داخل ہوتے ہیں۔ اس سال خرچ ایک لاکھ ۲۷ ہزار ہے گذشتہ سال سے ۹ ہزار زیادہ۔ صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ۱۵۹۔ انجمنیں ہیں۔ لاہور کا چندہ سب سے بڑھ کر ہے جس کی تعداد ۱۲۱۱ ہے اگر ضلع لاہور کا انتظام درست ہوجائے تو پھر یہ سب سے بڑی انجمن ہو۔ اور اس دفعہ سیالکوٹ دوسرے درجہ پر نکلا ہے۔ تیسرے نمبر پر قادیان کی انجمن ہے اور ان غربا مہاجرین کا چندہ تین ہزار کے قریب ہے اگر ضلع گورداسپور میں انجمنوں کا انتظام سکرٹری کی توجہ سے ہوجاتا تو چندے میں بیرونجات کی انجمنوں سے بڑھ جاتا۔ چوتھے نمبر پر فیروزپور کی انجمن ہے۔ پانچویں درجہ پر پشاور۔ اور باوجود قلت تعداد۔ باقاعدگی وایثار بحصّہ شملہ سب سے بڑھ کر۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اس کے بعد آپ نے اپیل شروع کی۔ اور فرمایا کہ اس نکتہ کو سوچو شرائط بیعت میں مسیح موعودؑ ماننے کا ذکر نہیں۔ حالانکہ حضور کا دن رات کام یہی تھا۔ بات یہ ہے کہ سب معتقدات کا نتیجہ تم میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی زندگی پیدا کرنا ہے۔ پس میں تمہارے اسی عہد کو اور تمہارے سچے دل کو بطور گواہ پیش کرکے تم پر ڈگری حاصل کرتا ہوں اور تمہیں آیت

یاد دلا کے

اس امانت کو (جو تمہارا عہد ہے) ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں حفاظت دین تمہارا کام ہے۔ یہ تمام مدیں بطور چوکیوں کے ہیں۔ ان کو مستحکم رکھنا ضروری ہے۔ غرض اپیل نہائت دردناک تھی۔

چونکہ جمعہ مسجد اقصیٰ میں ہونے کا خیال تھا۔ اس لئے لوگوں کو واپس گاؤں میں پہنچنے کی جلدی تھی۔ تاہم گیارہ سو کے قریب چندہ ہوگیا ہمارے چندوں کا قیاس دوسرے جلسوں پر نہیں ہونا چاہیئے۔ جہاں نمائش کا خیال زیادہ ہوتا ہے۔ اور کوٹ اور پیسے نیلام ہوتے ہیں اور اس طرح اچھا خاصہ مشغلہ بن جاتا ہے۔ اس لئے چندہ تو سب احباب چپ چاپ دفتر محاسب میں جمع کرادیتے ہیں اور اپیل پر حسب توفیق زائد دیتے ہیں۔ کل چندہ آٹھ نو ہزار کے قریب ہوگیا۔ بارہ بجے سے اول سب دوست مسجد میں پہنچ گئے اور اردگرد کے کوٹھے بھی آدمیوں سے بھر گئے لیکن ایک بجے کے قریب معلوم ہوا کہ جمعہ باہر مسجد نور میں ہوگا۔ اس لئے سب باہر گئے۔ اور مسجد نور میں اور اس کے اردگرد اڑھائی ہزار سے زیادہ احمدی جمع ہوگئے۔

خطبہ جمعہ

حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے خطبہ جمعہ پڑھا۔ اس میں اول تو آپ نے فرمایا۔ تم رخصت ہونے والے ہو۔ اس لئے میں استودعکم اللہ پڑھتا ہوں۔ دوم مدرسہ احمدیہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کے بعض طالب علموں کے پاس میں سنتا ہوں جاڑے میں لحاف بھی نہیں۔ پھر بھوکے بلکتے لڑکے آسکتے ہیں وہ پڑھنا چاہتے ہیں۔ ان کے خورد ونوش۔ رہائش کا بندوبست ضروری ہے۔ سوم حضرت صاحب کی کتب کی اشاعت ضروری ہے ان میں معارف وحقایق کا ایک خزانہ ہے۔ تمام کتابوں سے مقدم ان کی خریداری چاہیئے۔ اور آئندہ خیال رکھو۔ میں نے تو اسی ادب کی وجہ سے تصنیف چھوڑ دی۔ چہارم میں تمہیں ایک خوش خبری سناتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے میاں صاحب جدہ سے جہاز پر سوار ہوگئے اور اس جہاز کا نام منصورہ ہے۔ مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے اس لئے اپنے مخلصوں کو اس خوشی میں شریک کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بخیر وعافیت آئیں۔ اس کے بعد آپ نے سورۃ عصر کے متعلق وعظ فرمایا۔ فرمایا۔ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ صحابہ ایک دوسرے کو رخصت کے وقت یہ سورۃ سنا لیا کرتے تھے میں تمہیں سناتا ہوں۔ ایمان پیدا کرو۔ سنوار والے کام کرو۔ پھر دوسروں کو یہ باتیں پہنچاؤ۔ اور اسی حق کی تبلیغ میں صبر و استقامت سے کام لو۔

ثاقب صاحب کی نظم

جمعہ کے بعد لوگ منتشر ہوگئے اور کچھ چلے گئے۔ ثاقب صاحب نے اپنی نظم پڑھنی شروع کی۔ مولٰنا امیرؓ بھی تشریف فرما تھے۔ جناب ثاقب ہمارے سلسلے کے چوٹی کے شاعروں

میں سے ہیں۔ آپ کی زبان نہایت شستہ ہے۔ نظمیں چونکہ میری بہت چھپتی رہتی ہیں۔ اس لئے لوگ سمجھتے ہیں میں کوئی شاعر ہوں۔ حالانکہ پنجاب کے ایک گانوں کا رہنے والا جو کبھی اہل زبان کی خدمت میں تین دن بھی نہ رہا ہو شاعری کیا جانے۔ بات یہ ہے کہ ایسے ایسے بزرگ مثلاً مختار شاہجہانپوری۔ ثاقب مالیرکوٹلوی۔ ذوالفقار مالیرکوٹلوی ذوالفقار رامپوری ضبط کی خوب کہتے ہیں اور ہم لوگ فنا ہی کی وجہ سے فریاد کرتے ہیں اور فریاد کی کوئی سنے نہیں ہے تال پابند نہیں ہے۔ خیر یہ جلسہ مختصر تھا۔ ثاقب شیریں مقال نے اپنی نظم مسدس بڑی خوبی سے ختم کی۔ خدا کرے یہ بند پچھلے سال کی طرح لبتہ ہی میں بند نہ رہیں۔

چودھری فتح محمد صاحب — مومن کی عملی زندگی کے لئے یہ لیکچر بہت مفید تھا مگر افسوس کہ لوگ اس وقت جا چکے تھے اور حاضرین مشکل دو سو ہونگے لیکن جب یہ لیکچر چھپیگا تو ان لوگوں کو بہت افسوس ہوگا۔ جنہوں نے یہ نہ سنا۔ آپ نے مومن کی کھجور سے مثال بیان کر کے بتایا کہ مومن نافع للناس اور ہمدرد بنی نوع انسان ہونا چاہئے اور مومن کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ وہ اپنے لئے کام کرتا رہے۔ پھر بتلایا کہ بدظنی کیسی بری ہے اور حسد کے نقصانات جتائے اور کہا کہ میری فطرت میں یہ بات نہیں اور مجھے کبھی یہ حسد نہیں آیا۔ پھر محبت لغیر اللہ کے نقصان فلسفیانہ رنگ میں دکھائے اور محبت الٰہی کیطرف توجہ دلائی۔ جو لوگ محبت کی راہ میں ٹھوکر کھا چکے ہیں ان کے لئے یہ بیان نہایت ہی موثر تھا۔ آپ نے مقدمہ بازی کے نقصانات بتائے اور طب یونانی کی طرف عدم توجہ کا نقصان دکھایا۔ ڈاکٹری دوائی کی ایک خوراک پر ایک آنہ خرچ ہوتا ہے جسے غریب لوگ نہیں دے سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی طب کو محفوظ رکھیں۔ پھر دین اللہ کی اشاعت پر عملی تجویزیں بتائیں آپ کے لفظ لفظ سے اخلاص اور جوش ظاہر تھا اور جو کلمہ منہ سے نکلتا تھا دل پر بیٹھتا تھا۔

مولوی غلام رسول صاحب — اس کے بعد آخری تقریر فاضل راجیکی نے کی لکھا ہوا مضمون پڑھنا ان کو ہر چند ناگوار تھا مگر صدر انجمن کی التجا کے موافق لکھ کر لائے تھے۔ جب مضمون ختم ہو چکا تو میں نے دعا کی کہ الٰہی غلام رسول پر اس لیکچر کے جتنے حروف ہیں اس سے دس گنی رحمتیں نازل فرما کیونکہ یہ وہ خیال تھے جو میرے دل میں بھی جوش زن تھے۔ اور میں چاہتا تھا کوئی انھیں سنانے والا ہو۔ آپ کے مضمون کا عنوان تھا۔ "تبلیغ" آپ نے کیا دل پسند نکتہ کہا کہ یوسف علیہ السلام تو قید میں تبلیغ کرے اور ہم آزاد ہو کر تبلیغ نہ کریں۔ افسوس ہے ہو تبلیغ کے لئے علم کی ضرورت ہے اور عملی نمونہ کی ضرورت ہے۔

نبی کریم کا طرز اشاعت اذان سے ظاہر ہے۔ جس سے واضح ہو کہ اپنے عقائد کو چھپانا نہیں چاہئے۔ اذان مومنانہ شجاعت

کی مثال موجود ہے۔ اور نہایت درد مندانہ الفاظ میں کہے۔ تمہیں پریشانی ہے کہ ملک ہم سے چھینے جا رہے ہیں ملک لینے سے پہلے اسلام لینے کا فکر کرو۔ جو تمھارے ہاتھوں سے جا رہا ہے تمہاری وضع قطع تمہاری عادات و اخلاق پر اغیار کا رنگ چڑھتا جاتا ہے۔ پھر یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنی ہستی اپنے رسول کی صداقت کے ثبوت میں مسیح موعود کو پیش کیا ہے تم بھی یہی پیش کرو۔ بغیر اس کے کامیابی محال ہے۔ توحید کی جامع شہادت صرف رسول کا وجود ہے۔ بغیر اس کے کوئی توحید پیش نہیں کیجا سکتی تبلیغ میں مسیح موعود کو نہ پیش کرنا گویا اس کی بعثت کو لغو قرار دینا ہے۔ فاضل راجیکی نے تقریر عربی علم ادب و قرآنی معارف میں بہت ترقی کی ہے اور مجھے اس سے خاص خوشی حاصل ہوتی ہے کہ وہ میرے ہموطن ہیں بلکہ ہم ایک ہی علاقہ کے رہنے والے ہیں سکول کی جماعت میں بھی میرے ساتھ تھے۔ پھر عربی علوم کی تحصیل میں گولیکی میرے ساتھ تھے ہم احمدی بھی اکٹھے ہوئے اور پھر اکٹھے ہی قادیان کی طرف آئے اب وہ حکم کے ماتحت لاہور رہتے ہیں اور میں قادیان میں۔ خدا ان کو اپنے انعامات خاصہ سے سرافراز فرمائے۔

آخری تقریر — میرزا یعقوب بیگ صاحب نے خاتمہ پر ایک مختصر تقریر کی اور کہا کہ خدا تعالیٰ کا مظہر رسول کریم کا مظہر دنیا میں آیا اس کے مقاصد کے مبلغ بنو دنیا میں امن پھیلاؤ۔ بنی نوع انسان کے ہمدرد بنو۔ اور گورنمنٹ کی اطاعت و خیر خواہی میں لگے رہو۔ اور سچے مومن بنو۔ اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

انصار اللہ — رات کو انصار اللہ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے یہ پاک جماعت حضرت صاحبزادہ صاحب کی قائم کردہ ہے احباب کا آپس میں تعارف ہوا۔ وغیرذالک

انتظام جلسہ — مہمانوں کی تعداد بابر دار العلوم میں گیارہ سو کے قریب اور قادیان میں تیرہ چودہ سو کے قریب تھی۔ یہاں کے احباب مل ملا کر اڑھائی ہزار سمجھئے۔ انتظام کے لئے کام کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مکان خوراک۔ روشنی وغیرہ ہر ایک شعبہ کا ایک امیر اور اس کے ماتحت والنٹیر تھے۔ ہر مکان میں مہمانوں کی تعداد اور ان کے نام مرقوم ہوتے تھے۔ دونوں مدرسوں کے لڑکوں نے خاطر تواضع میں خاص حصہ لیا اور جو لوگ کھانے وغیرہ کے انتظام پر مامور تھے انھوں نے بہت ایثار سے کام لیا۔ صبح سے رات کے دس گیارہ تک حاضر رہے اور اپنے اپنے کام پر جمے رہے۔ جلسہ دیکھنے کیطرف نہیں دوڑے۔ خدا ان کو جزاء خیر بخشے۔ عورتوں کیلئے الگ مکان تھا۔ ان کی خوراک وغیرہ کا انتظام سکینۃ النساء کے سپرد تھا ایکسو پانچ کے قریب مستورات ہو گئی تھیں۔

بعض غیر احمدی بھی ہمارے جلسہ کو میلہ سمجھ کر دوکانیں لے آئے تھے اور مچھلی کے کباب وغیرہ بیچتے رہے اور نماز کے اوقات میں ان کا دوکانوں پر جمے رہنا برا معلوم ہوتا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے احباب کو توجہ دلائی تھی کہ وہ حظوظ نفسانی کے لئے جمع نہیں ہوئے اور یہ بہت عمدہ مشورہ تھا۔ جلسہ پر کئی نئی کتابیں اور رسالے اور ٹریکٹ شائع ہوئے مجمع الاخوان کے ممبر بہت پرجوش کام کرنیوالے تھے۔ خدا سب کو جزاء خیر دے۔

معذرت — میں نے شیخ صاحب کی استدعا کے مطابق یہ رپورٹ لکھ دی ہے۔ میں الحکم کی طرز کے مطابق کچھ ریویو نہیں کرونگا کیونکہ میں اس کا اہل نہیں یہ کام وہ چاہینگے تو خود کر لینگے۔

من موہن کی بانسری

اک رام سینہی گیانی گر کل مجھکو ملا تھا یاروں میں
وہ نین رسیلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دلداروں میں

وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سروپی متوالا
دلدار تھا وہ دلداروں میں سردار تھا وہ سرداروں میں

لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مایا ہاتھوں پر یوں کہتا تھا نادانوں میں

کیوں تو بھی کی مایا نے یارو جی ہائے تمہارا موہ لیا
تم باغ ارم کو چھوڑ یہاں پر پھرتے ہو کیوں خاروں میں

سب مایا ہے اس مالک کی جو خالق ہے ہر کایا کا
تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بیچاروں میں

آوازہ یہ گونجی یثرب میں من چتین ہو گئے دنیا کے
ہشیار تھا وہ ہشیاروں میں میخوار تھا وہ میخواروں میں

وہ سورج جس نے غار حرا سے آیا تم نگری میں
تھی کرپا اب نارائن جی کی کشتی کے انہاروں میں

وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف ہر کے رازوں سے
گن گیان کو لیکر آیا تھا وہ غفلت کے بیماروں میں

میں سیس نواؤں چرن لاگوں نام محمد ہے جس کا
شودر۔ ویش کئے سب داخل جس نے ہر پیاروں میں

آنند کے گر سکھلائے گیو ہر گھٹ گھٹ میں بھلا گیو
تھا وہ گیانی لاثانی پرمیشور کے اوتاروں میں

یہاں مورکھ کپٹی پاپی سب گن گیان کو اسکے کیا جانیں
انسان تھا وہ انسانوں میں اوتار تھا وہ اوتاروں میں

ہم داس رہینگے مرتے دم تک یارو اس گرگیانی کے
ہیں روپ سروپ محمد کے یہاں قدرت کے آثاروں میں

تم لے لے اس کا نام حمید اپدیش کرو اس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں ہے جا کر چھپنا غاروں میں

حضرت صاحبزادہ صاحب کے خطوط

"ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حج سے فارغ ہو کر جدہ آ گئے ہیں" میری طبیعت برابر کمزور ہو رہی ہے۔ مکہ مکرمہ میں تو جاتے ہی سخت تپ ہو گیا تھا۔ پاخانہ تک جانا سخت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن حج کے روز طبیعت ایسی صاف ہو گئی کہ خدا کے فضل سے حج نہایت عمدگی اور خیریت کے ساتھ ختم ہوا۔ بہت سے ایسے مقامات جہاں دعا کی قبولیت خاص طور پر بتائی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل ایسے دیکھے کہ حیران ہوں۔ عرفات میں قریباً چار گھنٹے سے بھی زیادہ دعا کا موقعہ ملا اور کثرت رحمت الٰہی ایسے نظر آتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام دعائیں قبول ہو رہی ہیں اور خود اللہ تعالیٰ

کی طرف سے دعائیں القا ہوتی تھیں جو پہلے کبھی وہم میں بھی نہ آئی تھیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ قادیان کے دوستوں کیلئے ہر ایک کے لئے نام لے کر دعائیں مانگیں اور ہر ایک مقام پر مانگیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک عورت و مرد ہر ایک کے لئے اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی باقی نہ رہا ہوگا جس کے لئے نام لیکر دعا نہ کی ہو۔ قادیان کے سب دوستوں کو میری طرف سے السلام علیکم کہدیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خاصکر اللہ تعالیٰ ان کو ہر ایک حاسد کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین! سب دوستوں کو دعا کے لئے بھی کہدیں۔"

"دعاؤں سے رغبت اور دعاؤں کا القا اور رحمت الٰہی کے آثار جو میں نے اس سفر میں اور خصوصاً مکہ مکرمہ اور ایام حج میں دیکھے ہیں وہ میرے لئے بالکل ایک نیا تجربہ ہے اور میرے دل میں ایک جوش پیدا ہوا ہے کہ اگر انسان کو توفیق ہو تو وہ بار بار حج کرے کیونکہ بہت سی برکات کا موجب ہے اس سفر میں بہت سے نئے تجربات بھی ہوئے ہیں۔ شریف مکہ سے بھی ملنے کا موقعہ ہوا۔"

"جلسہ کے موقع پر تو میں شائد نہ پہنچ سکوں۔ مفتی صاحب کو کہدیں کہ جلسہ کے موقعہ پر تمام احباب کو میری طرف سے السلام علیکم کہدیں اور کہدیں کہ جیسا کہ کشتی کے غرق ہونے کے وقت جو سست و کاہل بیٹھتا ہے اس سے زیادہ قابل رحم اور کوئی نہیں اسلام مسلمین ہلاکت کی آخری حالت کو پہنچ گئے۔ یہ وقت ہے کہ آپس میں اتحاد و اتفاق کو قائم کرو۔ اور پورے زور سے اسلام کی تبلیغ میں لگ جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔"

"مولوی ابراہیم سیالکوٹی بھی یہاں آیا ہوا ہے۔ اس نے ایک شخص کی معرفت کہلا بھیجا کہ میں مباحثہ کرونگا مجھے تو وہ نہیں بلا عرب صاحب بیٹھے تھے۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں مباحثات نہیں کرنے آئے حج کے لئے آئے ہیں۔ مباحثات کے لئے ہندوستان کیا کم ہے۔ معلوم نہیں مکہ میں کسطرح ہماری آمد کی اطلاع ہو گئی ہے۔ اور اکثر ہندوستانی احباب ہم کو جانتے ہیں۔ ہمارے معلم کو بھی پہلے سے علم تھا۔ اور کئی لوگ ملے ہیں۔ آناً فاناً خبر مشہور ہوگئی۔ اور خبر دہ معلوم نہیں ہوتی۔ یہاں کے لوگ تو مذہبی گفتگو کے قریب نہیں جاتے معلوم ہوتا ہے اس پر پہلے بہت فساد ہو چکے ہیں اس لئے ڈرتے ہیں۔ ہاں ہندوستانی اپنی بنیش زنیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہاں کے سب لوگ اس طرح مشغول ہیں کہ کسی کو ملنے کا ابتک اتفاق نہیں ہوا۔ ہر ایک اپنے کام میں ہے۔ کیونکہ اہل مکہ کیلئے یہ موسم آمد کا ہے۔"

یہاں ایک قاری سے قرآن شریف سُنا۔ ساتوں قراٗتوں سے بہت عمدہ پڑھتا تھا ابھی نوجوان ہی ہے۔ یہاں سے ساتھ آنے پر کوئی راضی نہیں ہوتا کہتے ہیں کہ مکہ چھوڑ کر کون جائے۔ میں کوشش کر رہا ہوں دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اگر ایک سال کے لئے بھی کوئی آجائے تو اس عرصہ میں اس سے حافظ صاحب اور ایک دو دیگر دوست قراٗت سیکھ سکتے ہیں۔"

"اگرچہ جسمانی طور سے تو اس سفر میں بہت تکلیف ہوئی ہے اور میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے۔ لیکن روحانی طور سے بہت اصلاح معلوم ہوتی ہے۔ سرزمین مکہ کی ہر ایک اینٹ اور ہر ایک مکان اور ہر ایک آدمی اور ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک ثبوت ہے۔ اس وادی غیر ذی زرع میں کیا کچھ سامان لا کر اکٹھا کر دیا ہے۔ کعبہ کو بھی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہر وقت سینکڑوں آدمی گھوم رہے ہیں اور عملی طور سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکام پر قربان کرنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ پھر اس سرزمین سے کیسا پاک انسان خاتم الرسل پیدا ہوا اس نے دین حق کے لئے کیا کیا کوششیں کیں کس طرح اپنے آپ کو راہ الٰہی میں قربان کر دیا۔ ہزاروں اثرات ہیں جو دل پر ہوتے ہیں اور نیکی اور تقویٰ کی تحریک کرتے اور آلئی ممد ہوتے ہیں۔ دعاؤں کی تحریک بھی بہت ہوتی ہے۔" "میرا ارادہ تھا کہ چونکہ مصر نہیں جا سکتا اس لئے حج کے بعد چند مدت یہیں رہوں لیکن افسوس کہ طبیعت بہت ہی کمزور ہو گئی ہے اور یہاں کی آب و ہوا غیر موافق آنے کی وجہ سے ایسا بیمار رہتا ہوں کہ اس ارادہ کو پورا کرنا مشکل ہے۔" "مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس پاک گھر کی زیارت کی توفیق دی اور میری مدت کی خواہش کو کہ بیت اللہ میں جا کر اپنے لئے اپنے دوستوں کے لئے اور اسلام اور اُمت محمدیہ کے لئے دعا کروں پورا کیا۔ افسوس کہ مدینہ منورہ نہیں جا سکتا۔ لیکن شاید اللہ تعالیٰ پھر موقع دیدے۔"

"یہاں آکر تو آنکھیں ہی کھل گئیں کہ ہمیں بہت کچھ کرنا باقی ہے اسلام کی حالت اس مقام سے زیادہ عملی اور اس مقام سے زیادہ گری ہوئی اور کہیں نظر نہیں آتی۔ ایک اہل دل کے لئے تو دل کے ٹکڑے اُڑنے کے لئے یہ جگہ کافی ہے۔"

"اخبار میں میری صحت کے لئے احباب کو دعا کی تحریک کرادیں۔ سب احباب قادیان و ہندوستان کو السلام علیکم پہنچادیں۔"

"مکہ میں کچھ ایسا مشہور ہو رہا ہے کہ بازار میں لوگ بعض دفعہ اشارہ کرکے ایک دوسرے کو بتاتے تھے کہ ابن قادیانی النبا قادیان حضرت صاحب کی وجہ سے کیسا مشہور ہوا۔ لوگ لاہور امرتسر کو نہیں جانتے۔ لیکن قادیان کو جانتے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کو ہمارے مخالفوں نے تعصب کی پٹی پڑھائی ہوئی ہے اور وہ ہماری حقیقت سے ناواقف ہیں۔ بہت کچھ غلط باتیں ان کے ذہن نشین ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت صاحب نے نعوذ باللہ ادعائے نبوت شرعی کیا ہے۔ یا یہ کہ جہاد کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔ لیکن اُمید ہے کہ اگر تبلیغ کا کوئی ذریعہ نکالا جائے تو ان میں سے بہت سی سعید روحیں نکل آئیں۔ واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

نمبر ۲ میں تو اس سارے سفر میں حالت اسلام کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔ کوئی دس دن کا عرصہ ہوا کہ جب ابھی یہ خبر ہی بالکل نہ شنی تھی۔ کیونکہ مکہ میں کچھ خبر نہیں ملتی میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک جگہ ہوں اور میر صاحب اور والدہ ساتھ ہیں آسمان سے سخت گرج کی آواز آرہی ہے اور ایسا شور ہے جیسے توپوں کے متواتر [illegible] پیدا ہوتا ہے اور سخت تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ [illegible] دیر کے بعد آسمان پر روشنی پیدا ہوئی ہے اتنے میں اس دہشت ناک حالت کے بعد آسمان پر ایک روشنی پیدا ہوئی اور نہایت موٹے اور نورانی الفاظ میں آسمان پر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لکھا گیا ہے میں نے میر صاحب کو پوچھا۔ آپ نے یہ عبارت نہیں دیکھی۔ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں میں نے کہا کہ ابھی آسمان پر یہ عبارت لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد کسی نے باآواز بلند مجھے کہا کہ جسکا مطلب یاد رہا کہ آسمان پر بڑے بڑے تغیرات ہو رہے ہیں جن کا نتیجہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اس کے بعد اس نظارہ اور تاریکی اور شور کی دہشت سے آنکھ کھل گئی واللہ اعلم بالصواب۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی حالت پر رحم کرے۔

اس طرف کے لوگوں کی دین سے بے پرواہی اور خودی کو دیکھ کر دل پر ایک ایسا اثر ہوا ہے کہ کچھ بیان نہیں کر سکتا۔ حضور کیلئے والدہ عبدالحی۔ عبدالحی۔ امۃ الحی۔ عبدالسلام۔ عبدالوہاب۔ عبدالمنان اور والدہ امۃ الرحمٰن کے لئے برابر ہر موقعہ میں دعا کرتا رہا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو اُس کی درگاہ بہت عالی ہے۔ میری طبیعت کی کمزوری کچھ نہ کچھ چلی ہی جاتی ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ ایک متوحش نظارہ برابر دیکھ رہا ہوں۔ جب دعا کرتا ہوں تو یہی بات اور رنگ میں دکھائی جاتی ہے۔ قریباً دس دن ہوئے دیکھا ہے کل اونٹ پر جا رہے تھے کشفی رنگ میں دیکھا۔ ابھی سر دو کیوجہ سے لیٹ گیا پھر وہی دیکھا۔ دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ دعا میں مشغول ہوں۔ واللہ قادر علیٰ امرہ۔ حضور کا خط مصر سے ہو کر ملا۔ انشاء اللہ جدہ جلسہ سے قبل قادیان آؤنگا۔ واللہ المعین والسلام۔

نظم صفی

زندہ ہیں اگر زندہ دنیا کو ہلا دینگے
مشرق کا سرا اُٹھ کر مغرب سے ملادینگے
دھارے میں زمانہ کے بجلی کا خزانہ ہے
بہتے ہوئے پانی میں ہم آگ لگادینگے۔
ہم سینۂ ہستی میں انگارہ ہیں انگارہ
شعلے بھڑک اُٹھینگے جھونکے جو ہوا دینگے
ہم کون ہیں ہم کیا ہیں ہم کچھ بھی نہیں لیکن
وقت آنے دو۔ وقت آنے پہ ہم کر کے دکھا دینگے
فاران پہ گرجے تھے برسے ہیں جہاں جھڑیاں
گھر کر جو کہیں گرجے پھر ہوش اُڑا دینگے
دنیا کے سمندر میں ہم جہاز بھی ہیں مد بھی
دیکھو جو ہمیں روکا طوفان اُٹھا دینگے
مرجھائی ہوئی کھیتی اب ہم ہیں تو کیا ڈر ہے
چھینٹے ہمیں رحمت کے پھر نشو و نما دینگے
جڑ ہم نے پکڑی ہے کلّے نئے پھوٹینگے
گر خاک میں بھی ہمکو اک بار ملا دینگے۔